حضرت امام

علی نقی

علیہ السّلام

سیرتِ ائمہؑ پر مستند اور مختصر کتب کا سلسلہ

تحریر: مجلس مصنفین ادارہ در راہِ حق۔ قم (ایران)

دارالثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

حضرت امام
علی نقی
علیہ السّلام

تحریر: — ادارۂ در راہِ حق قم، ایران

ترجمہ: — سید احمد علی عابدی

یکے از مطبوعات

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

۲ - جے - ۵/۴ — ناظم آباد — نمبر ۲ — کراچی

نام کتاب ـــــــــــــــ حضرت امام علی نقی علیہ السلام
تحریر ـــــــــــــ مجلسِ مصنّفین ادارۂ در راہِ حق (قم ایران)
ترجمہ ـــــــــــــ سید احمد علی عابدی
ناشر ـــــــــــــ دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان
کتابت ـــــــــــــ حسن اختر۔ لکھنؤ
طبع اول ـــــــــــ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ ۔ مئی ۱۹۹۱ء
طبع دوم ـــــــــــ شوال ۱۴۱۳ھ اپریل ۱۹۹۳ء

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

باسمہٖ سُبحانہٗ

انتساب

یہ کتاب

امام عالی مقام حضرت علی النقی علیہ السلام

کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت

حاصل کر رہا ہوں

جنہوں نے

"زیارتِ جامعہ" کی شکل میں بہترین زیارت

اور

معرفتِ امام کا بیش قیمت خزانہ عطا فرمایا

ناچیز

عابدی

رہنمائے کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
السلام علیک یا صاحب الزمانؑ

مختصر حالات

نام: امام ابوالحسن علی النقی الہادی علیہ السلام
والد بزرگوار: امام محمد تقی الجواد علیہ السلام
والدۂ ماجدہ: سمانہ (۱)
تاریخ ولادت: ۱۵ ذی الحجۃ الحرام ۲۱۲ ہجری (۲)
جائے ولادت: صریا (مدینہ) (۳)
القاب: نقی، ہادی۔ "ابوالحسن الثالث" بھی کہا جاتا ہے۔ ۵ (۴)

۲۲۰ ہجری میں امام جواد علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ مسند امامت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ آپ نے ۳۳ سال امامت کی، ۴۱ سال اور چند

---

۵ شیعہ راویوں کی اصطلاح میں ابوالحسن اوّل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور ابوالحسن ثانی امام علی رضا علیہ السلام کو کہا جاتا ہے۔ صرف ابوالحسن سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

مہینے زندہ رہے، ۲۵۴ ہجری میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

جن اشخاص کو امام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے ان کا بیان ہے کہ آپ کا قد متوسط تھا، رنگ سُرخ و سفید، بڑی بڑی آنکھیں، کشادہ پیشانی، شاداب اور جذاب چہرہ تھا۔ (۵)

آپ نے اپنی زندگی میں بنی عباس کے خلفاء کا عروج و زوال دیکھا۔ اپنی امامت سے قبل "مامون" اور اس کے بھائی "معتصم" کا دورِ حکومت دیکھا۔ امامت کے دوران معتصم کے بقیہ دن۔ معتصم کے بیٹے "واثق"۔ واثق کے بھائی "متوکل"۔ متوکل کے بیٹے "منتصر"۔ منتصر کے چچازاد بھائی "مستعین" اور متوکل کے دوسرے بیٹے "معتز" کو دیکھا۔ معتز کے ہاتھوں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ (۶)

متوکل کے ایام اقتدار میں اس ظالم و جابر کے حکم سے آپ کو مدینہ سے "سامراء" لے جایا گیا اور آپ آخری وقت تک وہاں رہے۔ (۷)

امام کے فرزند۔ گیارھویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام "حسین"۔ "محمد" "جعفر" اور ایک بیٹی "علیہ" (۸)

خُلفاء کی رفتار

غاصب، ظالم اور ستم گر خلفاء کے خلاف نورِ چشمانِ رسالتؐ کی مسلسل جنگ شیعیت کے تاریخ کے خونی اور فخر آمیز صفحات ہیں۔ ستم گاروں کے خلاف مقاومت، ظالموں اور جابروں سے عدل و انصاف کا مطالبہ، خلفاء کے مزاج پر بہت گراں گزرتا تھا۔ غاصب خلفاء یہ بات جانتے تھے کہ شیعوں کے امام عوام کی ہدایت، اثباتِ حق اور مظلوموں کی طرفداری سے یک لحظہ بھی غافل نہیں رہتے ہیں۔ مسلسل ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے، عوام

کے حقوق کی حفاظت کرتے اور اس راہ میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ اسی بنا پر خلفاء کو ہمیشہ اپنے سروں پر خطرات منڈلاتے نظر آتے تھے۔

سازشوں اور ہنگاموں سے بنی عباس نے بنی امیہ کی جگہ حاصل کی تھی۔ اسلامی خلافت کے نام پر بادشاہت کر رہے تھے اور اپنے اسلاف کی طرح خاندانِ پیغمبرؐ کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کس طرح ائمہ علیہ السلام کے کردار کو داغدار بنا کر عوام کے سامنے پیش کریں۔ عوام میں ان کی اہمیت کم کریں تاکہ ائمہ عوام کی ہدایت نہ کر پائیں اور امام اور عوام میں کوئی ربط قائم نہ رہے۔

جو لوگ ائمہ اور خلفاء کی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس ناپاک ہدف تک پہونچنے کے لئے مامون عباسی نے کیا کیا کوششیں کیں۔ اپنے منصب کے شرعی جواز کے لئے کیا کیا جتن کیے اور رہبری کے حصول کی خاطر کیا کیا سازشیں کیں۔ آفتاب امامت کو چھپانے کے لئے فتنہ وفساد سے مطلعِ امت کتنا غبار آلود کیا۔ ان حقائق کی طرف ہم کتاب "امام علی رضاؑ" اور کتاب امام محمد تقی علیہ السّلام میں اشارہ کر چکے ہیں۔

مامون کے بعد معتصم بھی اسی روش پر چلتا رہا۔ اسی لیے وہ امام محمد تقی علیہ السّلام کو مدینہ سے بغداد لایا تاکہ حضرت پر بھرپور نظر رکھ سکے۔ آخر کار اسی نے امام کو قتل کرایا۔ بعض علویوں کو صرف اس بنا پر قید کیا کہ وہ عباسیوں کا لباس (کالا لباس) نہیں پہنتے تھے۔ یہ لوگ قید خانہ میں مر گئے یا قتل کر دیے گئے۔ (۹)

۲۲۷ ہجری میں سامرا میں معتصم کی موت واقع ہوئی (۱۰) اس کا فرزند "واثق" اس کا جانشین ہوا۔ اس کے بھی سر میں اپنے باپ و چچا کے خیالات و افکار تھے۔ تمام خلفاء کی طرح واثق بھی شراب خور اور عیش پرست تھا، اور اس میں افراط سے کام لیتا تھا۔ نشہ کے لیے مخصوص دوائیں بھی استعمال کرتا تھا۔ ان دواؤں کا نتیجہ موت کی صورت میں اس کے سامنے آیا۔ (۱۱) سنہ ۲۳۲ ہجری میں سامرا میں واثق کا انتقال ہوگیا۔ علویوں اور آلِ

ابو طالب ؑ کے ساتھ واثق کا رویہ بہت زیادہ سخت نہ تھا اسی لئے یہ افراد کسی حد تک سامرا میں بس گئے تھے اس وقت انھیں کچھ آسائش بھی حاصل تھی۔ لیکن متوکل کے زمانے میں یہ افراد منتشر ہو گئے۔ (۱۲)

واثق کے بعد اس کا بھائی "متوکل" اس کا جانشین ہوا۔ عباسی سلسلہ میں متوکل سب سے زیادہ ظالم، جابر، سفاک اور ناپاک تھا۔ خلفاء بنی عباس میں سب سے زیادہ ساتھ متوکل کا رہا۔ تقریباً ۱۴ سال اور کچھ مہینے۔ یہ چودہ سال امام علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر سب سے زیادہ سخت گزرے ہیں۔ کیونکہ متوکل بہت ہی ذلیل اور بدخصلت تھا۔ اس کا دل علی علیہ السّلام اور شیعوں کی دشمنی اور کینے سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی حکومت میں کافی علویوں کو قتل کر دیا گیا یا زہر دے دیا گیا اور کافی تعداد میں پوشیدہ ہو گئے (۱۳)

"محمد بن ادریس شافعی" جن کا انتقال متوکل کے زمانے میں ہوا تھا، متوکل نے خواب گرہ گرہ کے لوگوں کو شافعی کی طرف بلایا اور اس سلسلے میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کی (۱۴) وہ یہ چاہتا تھا کہ اس طرح عوام کو ائمہ علیہم السّلام سے دُور رکھا جا سکتا ہے۔

۲۳۶ ہجری میں اس نے یہ حکم دیا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی قبر اطہر اور اس کے اطراف کی عمارتوں کو منہدم کر دیا جائے اور وہاں زراعت کی جائے اور لوگوں کو امام حسین ؑ کی زیارت سے روکا جائے۔ (۱۵)

متوکل کو یہ خوف تھا کہ امام حسین ؑ کی قبر اطہر اس کے خلاف محاذ بن سکتی ہے۔ اور امام حسین علیہ السّلام کی شہادت عوام کو اس کے خلاف قیام پر آمادہ کر سکتی ہے۔ لیکن امام حسین ؑ کے چاہنے والے اور عاشقانِ پاک طینت امام ؑ کی زیارت سے باز نہیں رہے۔ انھوں نے ہر طرح کے مظالم برداشت کیے لیکن امام کی زیارت سے دستبردار نہیں ہوئے۔

بعض روایتوں میں ملتا ہے کہ متوکل نے سترہ ۱۷ مرتبہ امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر منہدم کی اور لوگوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں قبر کے اطراف ۲ دو چوکیاں قائم کیں تاکہ زیارت کرنے والوں

کو ستایا جا سکے۔ لیکن ان تمام سختیوں کے باوجود وہ لوگوں کو امام حسین علیہ السّلام کی زیارت سے نہ روک سکا۔ زائرین طرح طرح کی سختیاں جھیلتے، مصیبتیں برداشت کرتے، قید و بند کے مظالم سہتے مگر زیارت ضرور کرتے (۱۶)۔ متوکل کے بعد شیعوں نے علویوں کی مدد سے امام حسینؑ کی قبر اطہر کی تعمیر کی۔ (۱۷)

امام حسین علیہ السلام کی قبر منہدم کرنے سے مسلمانوں میں متوکل کے خلاف نفرت کی لہر پھیل گئی۔ بغداد کے عوام نے متوکل کے خلاف دیواروں اور مسجدوں میں نعرے لکھے، اس کی مذمت میں اشعار کہے۔ منجملہ تمام اشعار کے یہ اشعار بھی متوکل کی مذمت میں لکھے گئے ہیں:۔

بِاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ اُمَيَّةُ قَدْ اَتَتْ
قَتْلَ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهَا مَظْلُوْمًا
فَلَقَدْ اَتَاهُ بَنُوْ اَبِيْهِ بِمِثْلِهٖ
هٰذَا لَعَمْرِيْ قَبْرُهٗ مَعْدُوْمًا
اَسِفُوْا عَلٰى اَنْ لَا يَكُوْنُوْا شَارَكُوْا
فِيْ قَتْلِهٖ فَتَتَبَّعُوْهُ رَمِيْمًا (۱۸)

"خدا کی قسم اگر بنی امیہ نے دختر پیغمبر کے فرزند کو مظلوم قتل کیا ہے۔
لیکن ان کے خاندان کے افراد (بنی عبّاس عبد المطلب کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور بنی ہاشم میں شمار کیے جاتے ہیں) نے بھی اسی طرح کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔
قسم اپنی زندگی کی ان لوگوں نے امام حسینؑ کی قبر اطہر منہدم کی ہے۔
گویا انھیں اس بات کا افسوس ہے کہ حسینؑ کے قتل میں شریک نہ ہو سکے اسی سلسلۂ ظلم کو باقی رکھتے ہوئے انھوں نے امام حسینؑ کی قبر اطہر کو مسمار کیا ہے"۔

اس وقت کے لوگوں کو پروپیگنڈے کی آزادی نہ تھی۔ عام اجتماعات، مسجدوں، منبروں،

خطبوں، سب پر بنی عباس کے کارندوں کا قبضہ تھا۔ اسی لیے لوگ اپنے دلی جذبات اور قلبی احساسات اشعار کی صورت میں پیش کرتے تھے، اور اس طرح اپنے غم وغصّہ کا اظہار کرتے تھے۔

ذمّہ دار اور پروقار شعرا اپنے فن کے ذریعہ متوکل کے مظالم اور اس کے جرائم کی عکاسی کرتے تھے۔ عوام کو حقائق سے آگاہ کرتے تھے۔ متوکل ہر صدائے اعتراض اور ہر بانگِ مخالفت کو دبانے کی بھرپور کوشش کرتا تھا۔ وہ علما، شعرا اور وہ افراد جو اس کے ہم خیال نہ تھے ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتا اور انھیں اذیت ناک طریقے سے قتل کرا دیتا تھا۔

مشہور شیعہ شاعر اور بلند پایہ ادیب "ابن سکیت" جن کو لوگ ادبیاتِ عرب کا امام کہتے تھے، متوکل کے فرزندوں کے استاد تھے۔ ایک روز متوکل نے اپنے دونوں بیٹوں "معتز" اور "موید" کی طرف اشارہ کر کے ابن سکیت سے دریافت کیا کہ میرے یہ دو فرزند تمھیں زیادہ عزیز اور محبوب ہیں یا حسنؑ اور حسینؑ۔؟

ابن سکیت نے فوراً جواب دیا: "مجھے ان دونوں کی بہ نسبت قنبر (حضرت علی علیہ السلام کا غلام) زیادہ عزیز اور محبوب ہے"۔

یہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح متوکل نے بل کھا کر حکم دیا کہ ابن سکیت کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے۔ اس طرح ۵۸ سال کی عمر میں اس نامور ادیب، دلیر اور بیباک شاعر کی شہادت واقع ہوئی۔ (۱۹) ___ (خدا، صالح بندوں اور آزاد انسانوں کا سلام ہو ابن سکیت کی رُوحِ پاک پر)۔

دوسرے خلفا کی طرح متوکل نے بھی مسلمانوں کے بیت المال کو حسبِ خواہش استعمال کیا اور جی بھر کے فضول خرچی کی۔ مُورخین نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ متوکل نے کئی محل تعمیر کرائے تھے۔ صرف "برجِ متوکل" (جو آج بھی سامرا میں موجود ہے) کی تعمیر میں دس لاکھ ستر ہزار طلائی دینار صرف ہوئے تھے (۲۰)۔ کس قدر دردانگیز ہے یہ بات کہ ایک طرف

اس قدر اسراف اور ایک طرف خاندانِ پیغمبرؐ کے افراد تنگ دستی کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ مدینہ میں بعض علوی خواتین کے پاس صرف ایک بوسیدہ لباس تھا جس میں وہ باری باری نماز ادا کرتی تھیں۔ چرخہ چلا کر زندگی گزارتی تھیں۔ جب تک متوکل زندہ رہا اس وقت تک یہ تنگ دستی اور فلاکت باقی رہی۔ (۲۱)

حضرت علی علیہ السلام کی دشمنی اور ان کے کینہ نے متوکل کو رذالت کی کھائی میں گرا دیا تھا۔ متوکل کو دشمنانِ اہلبیت اور ناصبیوں سے انس تھا، اس نے اپنی ناپاک طبیعت کی تسکین کے لیے ایک مسخرہ معین کیا تھا تاکہ وہ مجمع میں حضرت علی علیہ السلام کا مذاق اڑائے۔ متوکل اس کی اداؤں پر شراب پیتا تھا اور مستانہ وار قہقہہ لگاتا تھا۔ (۲۲)

اس طرح کی باتیں متوکل سے تعجب خیز نہ تھیں۔ بلکہ تعجب ہے ان لوگوں پر اور حیرت ہے ان اشخاص پر جنھوں نے ایسے رذیل اور پست فرد کو رسُول کا خلیفہ، اسلام کا اولی الامر اور مسلمانوں کا حاکم تسلیم کیا تھا۔ صحیح اسلام اور اہل بیت اطہارؑ سے منھ موڑ کر ایسے ناپاک افراد کی پیروی کر رہے تھے۔ تعجب ہے کہ انسان کی گمراہی کہاں تک پہونچی ہے۔

ظلم، جور، استبداد و ستم متوکل کے مزاج میں اس حد تک رچ بس گیا تھا کہ بسا اوقات خود متوکل نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ ایک دن اس کے وزیر "فتح بن خاقان" کو متوکل متفکر نظر آیا۔ اس نے متوکل سے کہا۔ خدا کی قسم روئے زمین پر نہ کوئی آپ سے بہتر ہے اور نہ آپ سے زیادہ خوش حال تر۔

متوکل نے جواب دیا۔ مجھ سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جس کے پاس وسیع گھر ہو، اطاعت شعار زوجہ ہو، خوش حال معیشت ہو، اور ہمیں نہ پہچانتا ہو تاکہ ہم اسے ستا سکیں اور نہ ہمارا محتاج ہو تاکہ اسے ذلیل کر سکیں۔ (۲۳)

خاندانِ رسالتؐ سے متوکل کو وہ بغض اور دشمنی تھی کہ لوگوں کو صرف اس بنا پر اذیتیں دی جاتی تھیں کہ وہ ائمہ علیہم السلام کی پیروی کرتے تھے اور انھیں دوست

رکھتے تھے۔

متوکل نے "عمر بن فرح رخجی" کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔ یہ شخص خاندانِ اہلبیت سے حسنِ سلوک کرنے سے لوگوں کو روکتا تھا اور اسی کی تاک میں لگا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی جان کے خوف سے خاندان اہلبیتؑ کے افراد کے ساتھ حسن سلوک کرنا بند کر دیا جس کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کی زندگی مصائب و آلام، تنگی اور پریشانی کی آماجگاہ بن گئی۔ (۲۴)

سامرا کی دعوت

سماج میں ائمہ علیہم السلام کے اثرات اور عوام کے دلوں پر ان کی حکمرانی سے ظالم اور ستمگر خلفاء کے دلوں پر خوف طاری رہتا تھا جس کی بنا پر ائمہ علیہم السلام پر سخت نگاہ رکھتے۔ اور پابندیاں عائد کرتے تھے۔ گزشتہ خلفاء کی طرح متوکل بھی اس خوف سے بری نہ تھا۔ خاندانِ پیغمبرؐ سے اس کی دشمنی نے اس کو ائمہ کے حق میں اور زیادہ سنگ دل بنا دیا تھا۔ اس بنا پر وہ اس بات کا درپے ہوا کہ امام ہادی علیہ السّلام کو مدینہ سے اپنے پاس بلائے تاکہ امام پر نزدیک سے نگاہ رکھ سکے۔

۲۴۳ ہجری میں متوکل نے امام کو بہت "محترمانہ انداز" میں مدینہ سے سامرا شہر بدر کر دیا اور اپنی چھاؤنی کے نزدیک امام کو ٹھہرایا۔ امامؑ اپنی زندگی کے آخری لمحات یعنی ۲۵۴ ہجری تک وہیں مقیم رہے۔ جب تک متوکل زندہ رہا امام پر سختیاں کرتا رہا اور اس کے بعد کے خلفاء بھی اسی کی روش پر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ امام علیہ السّلام کی شہادت واقع ہوگئی۔ (۲۵)

امام علیہ السّلام کے شہر بدر کیے جانے کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

متوکل کے زمانے میں "عبداللہ بن محمد" نامی شخص مدینہ میں فوج کا سربراہ اور امام جماعت تھا۔ یہ شخص امام ہادی علیہ السلام کو برابر اذیت پہونچاتا رہتا تھا۔ امام کی مخالفت میں متوکل کو خطوط لکھتا

تھا۔جب امام کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے متوکل کو ایک خط لکھا جس میں عبداللہ بن محمد کی دروغ بیانی کا تذکرہ کیا۔متوکل نے حکم دیا کہ امامؑ کے خط کا جواب ارسال کیا جائے اور اسی خط میں امام کو سامرا آنے کی دعوت دی جائے۔امام کو جو خط لکھا گیا اس کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ امیر آپ کی منزلت و مقام سے آگاہ ہے۔آپ کے اعزاز کے ساتھ مراعات کرتا ہے اور آپ کے حقوق کو اپنے اوپر واجب جانتا ہے۔ امیر نے عبداللہ بن محمد کو اس کی جہالت اور آپ کے ساتھ بے احترامی کی بنا پر مدینہ سے معزول کر دیا ہے۔امیر کو معلوم ہے کہ آپ تمام اتہامات سے بالکل بری الذمہ ہیں۔جو باتیں آپ نے تحریر فرمائی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔امیر نے عبداللہ کی جگہ محمد بن فضل کو معین کیا ہے اور اس کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ آپ کا احترام کرے اور آپ کے احکام کی تعمیل کرے ــــــ لیکن امیر آپ کی زیارت کا مشتاق ہے اور آپ سے عہد کی تجدید کرنا چاہتا ہے۔اگر آپ امیر سے ملاقات کرنا چاہتے ہوں اور اس کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہوں تو آپ اپنے اعزا، دوستوں اور خادموں کے ساتھ تشریف لا سکتے ہیں۔سفر کا وقت اور راستہ کا انتخاب آپ کے اختیار میں ہے۔اگر آپ پسند کریں تو امیر کا دوست " یحییٰ بن ہرثمہ " اور اس کے سپاہی آپ کے ہمرکاب ہوں۔بہر حال جیسی آپ کی مرضی ہو۔اسے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔ امیر سے ملاقات کی خاطر خدا سے طلب خیر کیجئے۔امیر اپنے بھائیوں، فرزندوں، افراد خاندان اور اعزا میں سب سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتا ہے۔

والسلام

امامؑ متوکل کی بدنیتی سے خوب واقف تھے۔لیکن سامرا جانے کے علاوہ کوئی اور راستہ

نہ تھا۔ کیونکہ نہ جانے کی صورت میں چغل خوروں کو امام کے خلاف شکایت کرنے کی ایک سند مل جاتی اور متوکل کو بہانہ مل جاتا۔ یہ کہ امام متوکل کی نیت سے واقف تھے اور مجبوراً سامراء تشریف لے گئے تھے۔ خود امام نے سامراء میں ارشاد فرمایا: "مجھے زبردستی مدینہ سے سامراء لائے ہیں۔"(۲۶)

بہر حال امام کو متوکل کا خط ملا، اور آپ سامراء روانہ ہوگئے۔ یحییٰ بن ہرثمہ اور اس کے ساتھی آپ کے ہمرکاب تھے۔ جب سامراء پہونچے تو متوکل نے اسی روز سامراء میں داخل ہونے نہیں دیا بلکہ آپ کو نامناسب جگہ "خان الصعالیک" میں ٹھہرایا گیا جہاں فقراء اور مساکین ٹھہرا کرتے تھے۔ اس دن امام وہیں رہے۔ متوکل نے امام کے لیے ایک گھر تجویز کیا امام کو اسی گھر میں ٹھہرایا گیا۔ ظاہر میں امام کا احترام کیا مگر در پردہ امام کو بدنام کرنے کی کوشش شروع کردی۔ لیکن امام کو بدنام کرنا متوکل کے اختیار سے باہر تھا۔(۲۷)

"صالح بن سعید" کا بیان ہے کہ جس دن امام "خان الصعالیک" میں قیام پذیر تھے میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، آپ پر فدا ہوجاؤں یہ ستمگار ہر جگہ آپ کے نور کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں انھیں آپ کی توہین مقصود ہوتی ہے۔ جس جگہ آپ کو ٹھہرایا گیا ہے یہ تو فقراء کی جگہ ہے۔ آپ کے لیے مناسب نہیں ہے۔

امام نے اپنے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ سعید ذرا ادھر دیکھو!

جب میں نے ادھر نظر اٹھائی تو بہترین باغات، پھلوں سے لدے درخت، حور اور بہشتی خدام نظر آئے۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا۔

امام نے فرمایا۔ ہم جہاں بھی ہوں وہاں یہ تمام چیزیں ہمارے لیے مہیا ہیں۔ اے فرزند سعید ہم خان الصعالیک میں مقیم نہیں ہیں۔(۲۸)

سامراء کے قیام کے دوران امام ہادی علیہ السلام نے کافی مصائب برداشت کیے۔ متوکل کی طرف سے آپ کو برابر دھمکیاں دی جاتی تھیں۔ مسلسل اذیتیں پہونچائی جاتی تھیں۔ ذیل کے واقعہ سے بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ سامراء میں امام کو کن مشکلات کا سامنا تھا اور کتنی سختیوں

میں امام زندگی بسر کر رہے تھے۔

"صقر بن ابی دلف" کا بیان ہے کہ جب امام ہادی علیہ السلام کو سامرا لایا گیا تو میں امام کا حال دریافت کرنے سامرا گیا۔ متوکل کے دربان "زرّافی" نے مجھے دیکھا اور داخل ہونے کی اجازت دی۔ مجھ سے آنے کا سبب دریافت کیا۔

میں نے کہا: بس ایسے ہی آیا ہوں۔

اس نے کہا: بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ لیکن کافی حیران و پریشان تھا اور اپنے دل میں کہا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا (کہ امام سے ملاقات کرنے آیا ہوں)

زرّافی نے لوگوں کو ہٹایا، جب سناٹا ہو گیا تو مجھ سے کہا۔ کس کام سے آئے ہو اور کس سے ملنا چاہتے ہو۔

میں نے کہا۔ بس ایسے ہی چلا آیا ہوں۔

اس نے کہا۔ تم اپنے امامؑ کی خیریت دریافت کرنے آئے ہو۔؟

میں نے کہا۔ میرا مولیٰ کون ہے۔ میرا مولیٰ تو خلیفہ ہے۔

اس نے کہا۔ بس خاموش رہو، تمھارا مولیٰ حق پر ہے۔ ڈرو نہیں میں بھی تمھارا ہم عقیدہ ہوں اور ان کو اپنا امام مانتا ہوں۔

میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس وقت اس نے کہا، کیا تم ان کے پاس جانا چاہتے ہو۔

میں نے کہا۔ ہاں یقیناً۔

اس نے کہا۔ ذرا انتظار کرو تاکہ نامہ بر چلا جائے۔ جب وہ چلا گیا تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ اس کو اُس کمرے میں پہونچا کر واپس آؤ جہاں وہ علوی قید ہے۔

جب میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور آپ کے نزدیک ایک قبر کھدی ہوئی تھی۔ میں نے سلام کیا۔ فرمایا بیٹھو۔ کس لیے آئے ہو۔؟

عرض کیا۔ آپ کی خیریت دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں۔ قبر دیکھ کر مجھے رونا آگیا۔

فرمایا۔ رو نہیں، اس وقت مجھے کوئی گزند نہیں پہونچے گا۔

میں نے خدا کا شکر ادا کیا (اس کے بعد ایک حدیث کا مفہوم امامؑ سے دریافت کیا۔ امامؑ نے جواب مرحمت فرمایا) اور فرمایا۔ یہاں سے جاؤ میں تمھارے لئے مطمئن نہیں ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ تمھیں کوئی ایذا نہ پہونچائی جائے۔ (۲۹)

اہلسنت کے محترم بزرگ عالم "ابن جوزی" تحریر فرماتے ہیں کہ:

کسی شخص نے متوکل تک یہ خبر پہونچائی کہ امام ہادی علیہ السّلام اپنے گھر میں اسلحہ اور دوسری چیزیں جمع کیے ہیں اور یہ چیزیں ان تک قسم کے شیعوں نے پہونچائی ہیں اور خلیفہ کے خلاف بغاوت کا منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ متوکل کے حکم سے رات کے وقت کچھ لوگوں نے امام کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور گھر میں تلاشی لی مگر ان لوگوں کو وہاں کچھ بھی نہ ملا۔ ان لوگوں نے صرف یہ دیکھا کہ امام علیہ السلام اکیلے ایک کمرہ میں ہیں جس کا دروازہ اندر سے بند ہے۔ امام کے جسم اطہر پر اُونی لباس ہے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں خدا کی عبادت اور قرآن کی تلاوت میں مشغول ہیں۔

اسی حالت میں امام علیہ السّلام کو متوکل کے پاس لے گئے اور کہا ہم نے گھر بہت تلاش کیا مگر کچھ نہ ملا، البتہ ہم نے امام کو قبلہ رُخ بیٹھے تلاوت قرآن کرتے دیکھا۔

جب متوکل کی نظر امام علیہ السلام پر پڑی، اس پر امام کی اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ بے اختیار امام کا احترام کرنے پر مجبور ہوگیا۔ امام کو اپنے پاس بٹھایا اور اپنا جام شراب امام کی طرف بڑھایا۔ امام نے فرمایا۔ "خدا کی قسم میرا گوشت و پوست ان تمام چیزوں سے پاک وصاف ہے، مجھے معاف رکھو۔"

کہنے لگا۔ کوئی شعر سنایئے۔

فرمایا: مجھے شعر یاد نہیں ہیں۔

کہنے لگا: ضرور شعر سنایئے۔

امام علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے: ــــــــــــــــ

بَاتُوْا عَلٰی قُلَلِ الْاَجْبَالِ تَحْرِسُهُمْ
غُلْبُ الرِّجَالِ فَمَا اَغْنَتْهُمُ الْقُلَلُ
وَاسْتَنْزَلُوْا بَعْدَ عِزٍّ عَنْ مَعَاقِلِهِمْ
فَاُوْدِعُوْا حُفَرًا يَا بِئْسَ مَا نَزَلُوْا
نَادَاهُمُ صَارِخٌ مِنْ بَعْدِ دَفْنِهِمْ
اَيْنَ الْاَسَاوِرُ وَالتِّيجَانُ وَالْحُلَلُ
اَيْنَ الْوُجُوْهُ الَّتِيْ كَانَتْ مُنَعَّمَةً
مِنْ دُوْنِهَا تُضْرَبُ الْاَسْتَارُ وَالْكِلَلُ
فَاَفْصَحَ الْقَبْرُ عَنْهُمْ حِيْنَ سَائَلَهُمْ
تِلْكَ الْوُجُوْهُ عَلَيْهَا الدُّوْدُ تَنْتَقِلُ

ترجمہ :
پہاڑوں کی بلندیوں پر انھوں نے صبح کی، طاقت ور افراد ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ لیکن پہاڑوں کی چوٹیاں انھیں موت کے خطرے سے نہ بچا سکیں۔
عزت کی بلندیوں سے پستیوں کی طرف لائے گئے اور قبر میں پناہ ملی۔ کیا بری آرام گاہ ہے۔
جب خاک کے سپرد کیئے گئے اس وقت منادی نے آواز دی، کہاں ہیں وہ دست بند، کہاں ہے تاج اور بہترین پوشاک۔
کہاں ہیں وہ صورتیں جو ناز و نعم میں پلی تھیں، جن کے احترام میں پردے آویزاں کیے جاتے تھے، دربان اور خادم ہوا کرتے تھے۔
ان کے بدلے قبر نے جواب دیا ——— "آج ان صورتوں پر کیڑے رینگ رہے ہیں"!

امام علیہ السلام کے کلام میں اتنی تاثیر تھی کہ بے اختیار متوکل کے آنسو نکل پڑے اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ بقیہ حاضرین بھی خوب روئے۔ متوکل نے حکم دیا یہاں سے فوراً جام ہٹالئے جائیں۔ چار ہزار درہم امام کی خدمت میں پیش کئے اور احترام کے ساتھ امام کو گھر روانہ کر دیا۔ (۳۰)

دوسری تفتیش

متوکل سخت بیمار پڑا۔ امام کے مشورے پر اس کو شفا حاصل ہوئی صحت یابی کے بعد متوکل نے ..۵ دینار امام کی خدمت میں پیش کیے۔ متوکل کی ماں نے بھی اس کی بیماری کے سلسلے میں منت مانی تھی جسکی بنا پر اس نے دس ہزار (۱۰۰۰۰) دینار ایک تھیلی میں مہر بند کر کے امامؑ کی خدمت میں بھجوائے۔

اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا۔ "بطحائی" نامی شخص نے متوکل سے امام کی شکایت کی کہ انھوں نے تمہارے خلاف قیام کرنے کے لئے مال و اسلحہ اور لوگوں کو تیار کر لیا ہے۔

متوکل نے "سعید حاجب" کو یہ حکم دیا کہ وہ پیدل فوجیوں اور طاقت ور جوانوں کو لے کر اچانک امامؑ کے گھر چھاپہ ڈال دے۔ جتنا مال اور اسلحہ ملے سب کو فوراً ضبط کر لے۔

سعید کا بیان ہے کہ جب سب لوگ سو گئے اور ہر طرف سناٹا اور تاریکی چھا گئی۔ میں چند بہادر جوانوں اور رسیاں لے کر امام کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ دیوار سے گھر میں داخل ہو گئے اور دروازہ کھول دیا۔ شمع، چراغ اور مشعل روشن کر کے حملہ کر دیا۔ سارے گھر کو کھنگال ڈالا اور گوشہ گوشہ تلاش کر ڈالا۔ وہاں ہمیں صرف دو تھیلیاں ملیں۔ ایک مہر بند تھی اور دوسری میں چند دینار تھے اور ایک طرف غلاف میں پرانی تلوار رکھی ہوئی تھی، اس کے علاوہ ہمیں وہاں کچھ نہ ملا۔ امام چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے بدن پر اونی لباس تھا، سر پر ٹوپی تھی وہ ہماری طرف متوجہ بھی نہیں ہوئے۔ ہم نے متوکل سے سارا واقعہ بیان کیا اور دونوں تھیلیاں

اس کے حوالے کر دیں۔

دینار سے بھری ہوئی تھیلی پر متوکل نے اپنی ماں کی مہر دیکھی۔ اس نے اپنی ماں سے واقعہ دریافت کیا۔ اس کی ماں نے کہا۔ جب تم بیمار ہوئے تھے اس وقت میں نے یہ نذر کی تھی کہ اگر خدا نے تم کو شفا دی تو میں اپنے مال سے دس ہزار دینار ابوالحسن (امام علی نقی علیہ السلام) کو دوں گی۔ میں نے اسی تھیلی میں دینار ان کے پاس بھجوائے تھے اور یہ مہر میری ہی ہے۔

متوکل نے ۵۰۰ دینار اور اضافہ کر کے دونوں تھیلیاں اور تلوار امام کے پاس واپس بھجوادی اور سعید سے کہا یہ چیزیں دے آؤ اور ہماری طرف سے معذرت کر لینا۔

سعید کہتا ہے کہ یہ چیزیں میں نے واپس کر دیں اور کہا کہ "امیر نے معذرت کی ہے اور ۵۰۰ دینار کے اضافہ کے ساتھ یہ چیزیں واپس بھجوائی ہیں۔ آپ مجھے بھی معاف فرمایئے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں دوسرے کا غلام ہوں اور میں امیر کے احکام کی نافرمانی نہیں کر سکتا"۔

امام نے فرمایا: "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" "عنقریب ظالموں کو اپنا ٹھکانا معلوم ہو جائے گا۔" (۳۱)

متوکل کی ننگ و عار حکومت اپنے انجام کو پہونچی۔ اس کے بیٹے "منتصر" کے اشارے پر ترک سپاہیوں نے متوکل اور اس کے وزیر فتح بن خاقان کو اس وقت قتل کر دیا جب یہ عیش و نوش اور شراب و کباب میں مشغول تھے (۳۲) اور اس طرح "خس کم جہاں پاک"۔

جس رات منتصر کو حکومت ملی اس کی صبح منتصر نے حکم دیا کہ اس کے باپ کے بعض محل برباد کر دیے جائیں (۳۳) اس نے علویوں کو کوئی خاص ایذا نہیں پہونچائی، ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا اور انھیں امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کی زیارت کی اجازت دے دی منتصر علویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا تھا (۳۴)۔ اس نے یہ حکم بھی دیا کہ فدک امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد کو واپس کر دیا جائے اور آل ابوطالب کے جو اوقاف ہیں ان پر سے پابندیاں

ہٹالی جائیں (۳۵) منتصر کی حکومت صرف چھ مہینے رہی۔ ۲۴۸ھ ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا۔ (۳۶)

منتصر کے بعد اس کا چچازاد بھائی اور متوکل کا پوتہ "مستعین" خلیفہ ہوا اور پرانے خلفاء کی روش اختیار کی۔ اس کی حکومت میں علویوں نے متعدد مرتبہ قیام کیا اور قتل کیے گئے لیکن ترک سپاہیوں کی بغاوت کا مقابلہ نہ کرسکا۔ باغیوں نے معتز" کو قید خانہ سے آزاد کرایا اور اس کی بیعت کی، اور آخر میں مستعین معتز سے صلح کرنے پر آمادہ ہوگیا معتز نے اس سے صلح کر کے اس کو سامراء آنے کی دعوت دی اور راستہ میں اس کو قتل کرادیا۔ (۳۷) مستعین نے بعض ترکی فوجیوں کو بیت المال کے استعمال کی کھلی چھوٹ دے رکھی تھی۔ (۳۸) ہمارے ائمہ علیہم السلام کے ساتھ مستعین کا رویہ بہت ہی زیادہ نامناسب تھا۔ بعض روایات کے مطابق امام حسن عسکری علیہ السّلام نے اس پر لعنت کی اور اس کا انتقال ہوگیا۔ (۳۹)

مستعین کے بعد متوکل کا بیٹا اور منتصر کا بھائی "معتز" خلیفہ ہوا۔ علویوں کے ساتھ اس کا بھی سلوک بہت ہی برا تھا۔ اس کے زمانے میں کافی علویوں کو شہید کیا گیا اور زہر دیا گیا۔ اسی کے زمانے میں حضرت امام علی نقی علیہ السّلام کی شہادت واقع ہوئی۔

معتز کو بھی ترکی فوجیوں کی بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ باغیوں نے اس کو حکومت سے الگ کرکے اور کافی مرمت کے بعد تہہ خانہ میں ڈال دیا اور اس کا دروازہ بند کردیا اسی میں وہ مرگیا۔ (۴۰)

امام کی شہادت

جو شخص بھی حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے حالات زندگی پر نظر ڈالے گا وہ اس بات کو بآسانی درک کرلے گا کہ امام علیہ السّلام کی ساری زندگی قید و بند اور پابندیوں میں گزری۔

یہ صورت حال صرف امام علی نقی علیہ السلام سے مخصوص نہ تھی بلکہ بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومت کے زمانے میں حالات ایسے ہی رہے تھے۔ البتہ کبھی کبھی ذرا سی آزادی ضرور ملی ہے۔ تمام غاصب خلفاء نے معاشرے کی فلاح و بہبود سے قطع نظر کر کے عوام کو اپنے ناپاک مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ ظالم وجابر خلفاء کے زمانے میں عوام پر اتنا خوف طاری تھا کہ وہ حکومتِ وقت کے خلاف سوچ بھی نہیں سکتے تھے تاکہ ان کے خلاف بغاوت کر کے ائمہ علیہم السّلام کے ارشادات سے رہنمائی حاصل کریں۔ اسی بنا پر عوام کا ربط ائمہ علیہم السلام سے بہت ہی محدود تھا، جیساکہ ذکر کر چکے ہیں کہ حکومت وقت نے زبردستی امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے سامرا بلایا اور وہاں آپ کو سختیوں اور پابندیوں میں رکھا۔ امام نے تمام سختیاں برداشت کیں لیکن حکومت سے کسی بھی قسم کی مصالحت نہیں کی۔ امام کی منفی روش اور ترک موالات خلفاء کے لئے ہمیشہ پریشان کن بنی رہی۔ یہ احساس رہ رہ کر انھیں تکلیف دیتا تھا کہ امام ان سے کسی بھی قسم کی مصالحت کے لیے آمادہ نہیں ہیں۔ بنی عباس اسی میں اپنی عافیت سمجھتے تھے کہ امام کو قتل کر کے خدا کے روشن کردہ چراغِ ہدایت کو خاموش کر دیں۔

دوسرے ائمہ کی طرح امام علی نقی علیہ السلام نے بھی اپنی طبعی موت سے اس دنیا سے رحلت نہیں کی۔ معتز عباسی کی حکومت میں آپ کو زہر دیا گیا۔ (۴۱) اور تین رجب دوسو چوّن (۳ر۔ ۷ر۔ ۲۵۴ھ) ہجری کو آپ کی شہادت واقع ہوئی اور سامرا میں اپنے ہی گھر میں دفن کیے گئے۔ (۴۲)

معتز اور اس کے اطرافی ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے کہ اپنے کو امام کا دوست اور چاہنے والا ظاہر کریں۔ امامؑ کے جنازے اور دفن میں شریک ہوکر عوام کی توجہات اپنی طرف مبذول کریں، اور اس طرح اپنے اعمال پر پردہ ڈالیں۔ لیکن ہم شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ امام کی نماز جنازہ صرف امام ہی پڑھا سکتا ہے۔ امام کے جنازہ کو باہر لانے سے پہلے امام کے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے امام کی نماز جنازہ پڑھی (۴۳) اس کے بعد جنازہ باہر آیا۔ معتز نے اپنے بھائی "احمد بن متوکل"

کو بھیجا کہ" ابی احمد" نامی سڑک پر امام کی نماز جنازہ پڑھاؤ۔ امام کے جنازے میں کافی لوگوں نے شرکت کی، خوب گریہ ہوا۔ تشیع کے بعد جنازہ گھر لایا گیا اور وہیں امام دفن کیے گئے۔ (۴۴)

سَلَامُ اللّٰہِ وَ صَلَوَاتُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی آبَائِہِ الطَّاھِرِیْنَ

امام کے معجزات

اس سے پہلے کی کتابوں میں یہ ذکر کر چکے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام اپنی عصمت اور امامت کی بنا پر خدا سے ایک خاص رابطہ رکھتے تھے اور غیب کی باتیں جانتے تھے، پیغمبروں کی طرح معجزے اور کرامتیں ظاہر کرتے تھے جس سے ان کے منصب کی تائید ہوتی تھی۔ خدا کے علم اور قدرت کے نمونے مناسبت سے ظاہر فرمایا کرتے تھے جس سے لوگوں کی اخلاقی تربیت اور ان کے ایمان میں پختگی آتی تھی۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے بھی متعدد معجزات اور کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جنھیں تاریخ اپنے دامن میں محفوظ کیے ہوئے ہے۔ تمام معجزات کو نقل کرنے کے لیے مستقل کتاب درکار ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف چند نمونے پیش کر رہے ہیں۔

① کمسنی میں امامت

جیسا کہ ابتدا میں تذکرہ کر چکے ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام اپنے والد کی شہادت کے بعد صرف آٹھ سال کی عمر میں منصبِ امامت پر فائز ہوئے۔ یہ بات اپنی جگہ پر خود معجزہ ہے، اس الٰہی منصب پر فائز ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بڑے بڑے صاحبان عقل و دانش اس عظیم منصب کی لیاقت نہیں رکھتے ــــ علمائے شیعہ ایک امام کی شہادت کے بعد زندگی کے مختلف مسائل میں دوسرے امام کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان سے اس کا حل دریافت کرتے تھے۔

اور بعض افراد مختلف مسائل دریافت کر کے اپنے یقین میں اضافہ کرتے تھے علوی خاندان کی بزرگ اور ذی علم ہستیاں امام سے رابطہ رکھتی اور اپنی مشکلات کا حل دریافت کرتی تھیں۔ یہ بات غیر ممکن ہے کہ ایک بچہ خدا کی خاص تائید کے بغیر ان تمام مسائل سے بخوبی عہدہ برآ ہو جائے، زندگی کے پیچیدہ مسائل میں عوام کی صحیح رہبری کرے یہاں تک کہ عام آدمی بھی ایک معمولی بچے اور امام میں تمیز کر سکے۔

امام محمد تقی علیہ السلام کی صورت حال بھی کچھ اسی طرح کی تھی جس کی طرف ہم ان کے حالاتِ زندگی میں اشارہ کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ امامت الٰہی منصب ہے جسے اللہ اپنے منتخب بندوں کو عطا کرتا ہے اس میں سن و سال کی کوئی قید نہیں ہے۔

② واثق کی خبرِ مرگ

"خیران اسباطی" کا بیان ہے کہ:۔ "عراق سے مدینہ گیا اور امام ہادی علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ امام نے مجھ سے واثق کے بارے میں دریافت کیا۔

میں نے کہا۔ آپ پر قربان ہو جاؤں، ٹھیک تھا چونکہ میں ابھی چلا آرہا ہوں، اس لیے اس سلسلے میں مجھے واثق کے بارے میں زیادہ معلوم ہے۔

فرمایا:۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

جب امام علیہ السلام نے یہ فرمایا تو میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ "لوگ" سے خود کو مراد لے رہے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا:۔ جعفر متوکل نے کیا کیا۔؟

میں نے کہا۔ وہ قید خانہ میں با مشقت زندگی گزار رہا ہے۔

فرمایا:۔ وہ خلیفہ ہو گا۔

فرمایا:۔ "ابنِ زیات" کا کیا ہوا۔؟

عرض کیا:۔ عوام اس کے ساتھ تھے اور وہ حکومت کر رہا تھا۔

فرمایا:۔ اس کو حکومت راس نہیں آئے گی۔

تھوڑی دیر سکوت کے بعد امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ قضا و قدر الٰہی کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اے خیران یقین کرو۔ واثق کا انتقال ہو گیا، جعفر متوکل اس کی جگہ حاکم ہوا اور ابن زیات کو قتل کر دیا گیا۔

عرض کیا:۔ یہ کس وقت ہوا۔؟

فرمایا:۔ تمہارے آنے کے چھ روز بعد (۴۵)

ابھی چند روز گزرے تھے کہ متوکل کا قاصد مدینہ آیا اور وہی واقعات دہرائے جسے امام علیہ السلام بیان فرما چکے تھے۔ (۴۶)

③ ترکی زبان میں گفتگو

"ابوہاشم جعفری" کا بیان ہے: جس وقت اعراب کی گرفتاری کے لیے واثق کی فوج کا سردار "بغا" مدینہ سے گزر رہا تھا میں اس وقت مدینہ میں تھا۔ امام ہادی علیہ السلام نے ہم سے فرمایا، چلو اس ترک کا تزک و احتشام دیکھا جائے۔

ہم لوگ ایک جگہ کھڑے ہو گئے، اس کی فوج ہمارے سامنے سے گزر رہی تھی۔ ترک آپہونچا۔ امام نے اس سے ترکی زبان میں چند جملے کہے۔ وہ ترک گھوڑے سے اترا اور امام کی سواری کے پیر کا بوسہ دیا۔

میں نے ترک کو قسم دے کر پوچھا کہ تم سے کیا کہا۔؟

ترک نے دریافت کیا۔ کیا یہ شخص پیغمبر ہے۔؟

میں نے کہا۔ نہیں۔

اس نے کہا۔ مجھے ایسے نام سے یاد کیا جس نام سے اپنے گھر میں بچپن میں پکارا جاتا تھا اور آج تک کسی اور کو اس نام کا علم نہیں تھا۔ (۴۷)

④ درندوں کا تسلیم ہونا

"شیخ سلیمان بلخی قندوزی" کا شمار اہل سُنّت کے بڑے علماء میں ہوتا ہے۔ اپنی کتاب "ینابیع المودۃ" میں مسعودی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ متوکل کے حکم سے تین درندے متوکل کے محل میں لائے گئے۔ اسی وقت متوکل نے امام ہادی علیہ السلام کو اپنے وہاں بُلایا۔ جب آپ محل میں داخل ہوگئے اس نے محل کا دروازہ بند کرا دیا۔ درندے امام کے گرد گھومنے لگے۔ امام اپنی آستین سے درندوں کو سہلا رہے تھے۔ اس کے بعد امام اوپر متوکل کے پاس گئے۔ دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ جب آپ نیچے پہونچے پھر درندے آپ کے گرد گھومنے لگے، یہاں تک کہ امام محل کے باہر نکل گئے۔ متوکل نے امام کی خدمت میں ایک قیمتی تحفہ بھیجا۔

لوگوں نے متوکل سے کہا۔ تم نے دیکھا کہ یہ درندے تمھارے چچازاد بھائی (امام ہادی علیہ السلام) کے ساتھ کس طرح پیش آئے۔ تم بھی اسی طرح کرو۔

متوکل نے کہا۔ تم لوگ مجھے قتل کرانا چاہتے ہو۔ اور فوراً حکم دیا کہ اس واقعہ کی خبر کسی اور کو نہ ہونے پائے۔ (۴۸)

⑤ امام کی ہیبت

"اشتر علوی" کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ متوکل کے یہاں تھا، اس وقت وہاں خاندان آل ابوطالب، آل عباس اور آل جعفر کے افراد بھی موجود تھے۔ اتنے میں امام ہادیؑ تشریف لائے۔ وہ تمام لوگ جو اس وقت وہاں موجود تھے سب امامؑ کے احترام میں کھڑے ہوگئے۔ حضرت گھر میں چلے گئے۔ وہاں ایک دوسرے سے لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ان کا احترام کیوں کریں۔ نہ یہ ہم سے زیادہ بزرگ ہیں اور نہ ان کی عمر ہم سے زیادہ ہے۔ خدا کی قسم ہم انکے احترام میں ہرگز کھڑے نہیں ہوں گے۔

"ابو ہاشم جعفری" جو اس وقت وہاں موجود تھے ان لوگوں سے کہنے لگے جب تم لوگ انھیں دیکھو گے ان کا احترام کرنے پر مجبور ہو گے۔

اتنے میں حضرت ہادی علیہ السّلام متوکل کے گھر سے باہر تشریف لائے جیسے ہی لوگوں کی نگاہ امام پر پڑی، سب کے سب احترام میں کھڑے ہو گئے۔ ابو ہاشم نے کہا۔ ابھی تم لوگ کیا کہہ رہے تھے کہ ہرگز ان کا احترام نہیں کریں گے۔؟

کہنے لگے۔" ہم اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے۔ ہمیں بے اختیار ان کے احترام میں کھڑا ہونا پڑا۔" (۴۹)

⑥ اندر کی بات

اصفہان میں "عبدالرحمٰن" نامی ایک شیعہ رہتا تھا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے یہ مذہب کیوں اختیار کیا اور کیونکر امام ہادی علیہ السّلام کی امامت کے معتقد ہوئے؟

اس نے کہا: میں نے ایک معجزہ دیکھا جو اس طرح ہے۔ میں فقیر اور تنگ دست تھا۔ میرے پاس بیان کی طاقت تھی، اس لیے اصفہان کے باشندوں نے ایک سال طلب انصاف کی خاطر مجھے متوکل کے پاس کچھ اور لوگوں کے ہمراہ بھیجا۔ ایک دن میں متوکل کے محل کے باہر کھڑا ہوا تھا اتنے میں متوکل نے حکم دیا کہ "علی بن محمد بن رضا" (امام ہادی علیہ السّلام) کو بلایا جائے میں نے ایک شخص سے دریافت کیا یہ کون شخص ہے جس کو بلایا جا رہا ہے۔؟

"یہ ایک علوی ہے۔ رافضی اسے اپنا امام جانتے ہیں۔" اس نے اتنا اضافہ اور کیا کہ "ہو سکتا ہے کہ خلیفہ نے اس کو قتل کرنے کے لیئے بلایا ہو۔"

میں نے دل میں کہا، اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک اس علوی کو دیکھ نہ لوں۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار متوکل کے گھر کی طرف آ رہا ہے۔ لوگ دُو رویا صفوں میں اس کے احترام میں کھڑے ہوئے ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں۔ جب اُس کی

میری نظر پڑی میرے دل میں ان کی محبّت پیدا ہوگئی۔ اپنی جگہ ان کے حق میں دعائیں کرنے لگا۔ خداوند عالم ان کو متوکل کے شر سے محفوظ رکھے۔ حضرت لوگوں کے درمیان سے گذر رہے تھے لیکن آپ کی نگاہ اپنے گھوڑے کی یال پر تھی، کسی کی طرف دیکھ نہیں رہے تھے۔ میں مسلسل دعائیں کیے جارہا تھا، جب وہ میرے نزدیک پہونچے میری طرف رخ کرکے فرمایا: "خدا نے تمھاری دعا قبول کرلی، تمھاری عمر اور مال و اولاد میں بھی اضافہ فرمایا ہے"۔

یہ سننے کے بعد میں کانپنے لگا اور گر پڑا۔ دوستوں نے پوچھا تمھیں کیا ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کوئی خاص بات نہیں۔ جب میں اصفہان واپس آیا، خدا نے مجھے کافی دولت سے نوازا۔ اس وقت جتنی دولت گھر میں موجود ہے وہ تقریبًا ایک لاکھ ہے، جو گھر کے باہر ہے وہ اس کے علاوہ ہے اس وقت میرے دس فرزند ہیں، میری عمر ۷۰ سال سے تجاوز کرچکی ہے۔ میں اس ذات کی امامت کا معتقد ہوں جس نے میرے دل کی بات بتائی اور جس کی دعا میرے حق میں قبول ہوئی۔ (۵۰)

⑦ حل مشکل

"یونس نقاش" سامرا میں امام ہادی علیہ السلام کا پڑوسی تھا، برابر امام کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا اور خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ لرزتا کانپتا امام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: "میرے بعد میرے گھر والوں سے اچھا سلوک رکھیے گا"۔

امام نے فرمایا، کیا ہوا۔؟

کہنے لگا: مرنے پر آمادہ ہوں۔

امام نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا: کیوں۔؟

کہنے لگا، موسیٰ بن بغا (عباسی حکومت کی با اقتدار شخصیت) نے مجھے ایک نگ دیا تھا

تاکہ اس پر نقش کندہ کروں، وہ نگ اتنا خوبصورت تھا کہ جس کی کوئی مثال نہ تھی۔ جب میں نقش کندہ کر رہا تھا وہ دو ٹکڑے ہوگیا۔ کل کا وعدہ ہے۔ موسیٰ بن بغا یا ہزار تازیانے لگائے گا یا پھر مجھے قتل کردے گا۔

امام نے فرمایا۔ "جاؤ گھر جاؤ انشاءاللہ سب خیر ہے۔ کچھ نہیں ہوگا۔"

دوسرے روز صبح یونس لرزتا کانپتا امام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا، موسیٰ بن بغا کا فرستادہ آیا ہے اور انگوٹھی مانگ رہا ہے۔

فرمایا، "جاؤ اس کے پاس جاؤ سب خیر ہے۔ اچھی خبر سنو گے۔"

میں نے کہا: "مولا، میں اس سے کیا کہوں۔"؟

فرمایا: "جاؤ وہ تمھیں اچھی خبر سنائے گا، پریشان نہ ہو۔"

یونس گیا اور مسکراتا ہوا واپس آیا اور کہنے لگا جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا۔ "میری دو بچیاں اس نگ کے لیے آپس میں ضد کر رہی ہیں، کیا تم اس نگ کو دو کر سکتے ہو ہم تمھیں اس کا معقول معاوضہ دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔"

امام نے خدا کا شکر ادا کیا اور یونس سے کہا "تم نے کیا جواب دیا۔؟"

عرض کیا۔ "میں نے اس سے کہا ذرا مہلت دو تاکہ اس سلسلے میں غور و فکر کروں کہ کس طرح یہ کام انجام دوں۔"

امام نے فرمایا: "اچھا جواب دیا۔" (۵۱)

⑧ ابوہاشم کی امداد

ابوہاشم جعفری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کافی زیادہ تنگ دست ہوگیا۔ امام ہادی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت حاصل کرکے بیٹھ گیا۔ امام نے فرمایا۔ "اے ابوہاشم خدا نے تمھیں جو نعمتیں عطا کی ہیں تم کس کس کا شکر ادا کر سکتے ہو۔؟"

میں خاموش ہو گیا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا جواب دوں۔ امام نے خود فرمایا۔ خدا نے تم کو ایمان عطا کیا ہے جس سے تمھارے بدن کو آتشِ جہنم سے آزاد کیا۔ خدا نے تم کو صحت دی تاکہ اس کی اطاعت کرسکو۔ خدا نے تم کو قناعت عطا کی تاکہ اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرسکو۔

اس کے بعد فرمایا۔ میں نے یہ باتیں اس لیے شروع کیں کیونکہ تم اس ذات کا شکوہ کرنے والے تھے جس نے تم کو اتنی ساری نعمتیں عطا کی ہیں ـــــــ میں نے سو دینار طلا ر کے لئے کہہ دیا ہے لے لینا۔ (۵۲)

امام کی معرفت امام کی زبانی

ہمارے تمام ائمہ علیہم السلام صرف اُمّت کے رہنما اور احکام قرآنی کے بیان کرنے والے نہیں تھے بلکہ شیعہ معارف کے مطابق امام زمین پر اللہ کا نور، مخلوقات عالم پر اللہ کی حجتِ کاملہ، حیات کائنات کا محور، خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ فیض، روحانی کمالات کا آئینہ نور، انسانی فضائل کا اعلیٰ نمونہ، تمام اچھائیوں اور نیکیوں کا مجموعہ، علم اور قدرت خدا کا مظہر، بندگانِ خدا رسیدہ کا اعلیٰ شاہکار، ہر طرح کے سہو و نسیان سے پاک و صاف، رموزِ زمین، اسرارِ غیب اور فرشتگانِ الٰہی کا راز داں، دنیا و آخرت کے ماضی، حال اور مستقبل سے آگاہ، علمِ الٰہی کا خزانہ دار، کمالات انبیاء کا ورثہ دار، محمدؐ و آل محمدؐ کی ذات مرکزِ پرکار وجود، جن کی ولایت انبیاء و مرسلین کی ولایت سے بالاتر، جن کی حقیقت ان کے علاوہ کسی اور کے لیے قابلِ درک نہیں ہے۔ یہ خداوندِ عالم کا خاص عطیہ ہے جسے صرف محمدؐ و آلِ محمدؐ سے مخصوص رکھا ہے۔ طمع کرنے والے کا یہاں گزر نہیں ہے۔

ائمہ علیہم السلام کے سلسلے میں چند جملے جو نقل کئے گئے وہ صرف نمونہ تھے، اس کے ثبوت میں قرآنی آیات، احادیثِ پیغمبرؐ اور ائمہ علیہم السلام کے اقوال موجود ہیں۔ شیعہ علماء

نے اپنی کتابوں میں تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ اس مختصر سی کتاب میں اتنی گنجائش کہاں کہ وہ تمام باتیں ذکر کی جا سکیں۔

آسمانِ امامت کے دسویں آفتاب، ہمارے مولیٰ، ہمارے ولی و سرپرست حضرت امام ابوالحسن علی الہادی علیہ السلام نے ہم شیعوں پر یہ احسانِ عظیم فرمایا کہ "زیارتِ جامعہ" کی شکل میں معرفت امام کا لامحدود اور بیش قیمت خزانہ ہمیں عطا فرمایا۔ معارفِ خداوندی کے چمن کھلائے، اور علم و دانش کے گہرہائے آبدار رولے ہیں اور اپنے دوستوں کو ان کی عقل و فہم کے مطابق رموزِ امامت سے روشناس کرایا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ایک گوشہ کی نقاب کشائی کی ہے۔ ہماری جانیں فدا ہوں اس خاکِ پاک پر جہاں امام علیہ السلام مدفون ہیں کہ ہمیں عظمت الٰہی سے آگاہ کیا اور تشنگانِ معرفت کو آبِ کوثر سے سیراب کیا۔

حضرت امام علی ہادی علیہ السلام نے اپنے ایک دوست کی درخواست پر یہ زیارت اسے تعلیم دی تھی تاکہ وہ اس طرح ائمہ کی زیارت کرے۔ اس زیارت کے نقل سے صرف نظر کرنا قارئین کے ساتھ انصاف نہ ہوگا کہ ہم انھیں اس عظیم زیارت سے محروم رکھیں۔

بعض علماء نے اس زیارت کو بہترین زیارت شمار کیا ہے عظیم المرتبت عالم جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ متوفی ۳۸۱ ہجری نے اپنی کتاب " من لا یحضرہ الفقیہ (۵۳) اور "عیون اخبار الرضا" (۵۴) میں اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ متوفی ۴۶۰ ہجری نے اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" (۵۵) میں اس زیارت کو نقل فرمایا ہے (۵۵ الف)۔

کلام کی لطافت، مضمون کی بلندی، علم و معرفت کی گہرائی زیارت جامعہ کے صحیح السند ہونے کی دلیل ہے اور ائمہ علیہم السلام کے ربّانی علم پر گواہ ہے۔ ہم حضرت امام علی ہادی کی روح پاک پر درود و سلام بھیجتے ہوئے زیارت اور اس کا اردو ترجمہ نقل کر رہے ہیں (۵۶)۔ امید ہے کہ ائمہ علیہم السّلام کے نقش قدم پر چلنے والے اس بیش بہا خزانے سے معرفت کے موتی حاصل کرنے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ اور نزدیک یا دور سے ان کلمات سے ائمہ علیہم السلام

کی زیارت اور رُوحانی رابطہ برقرار کریں گے۔

زیارت جامعہ

موسیٰ بن عبداللہ نخعی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ہادی علیہ السلام سے درخواست کی کہ "اے فرزندِ رسول! آپ مجھے ایک بلیغ اور کامل زیارت تعلیم فرمائیے جس سے میں ہر امام کی زیارت کر سکوں"۔

امام نے فرمایا:

جب حرم پہونچو تو ٹھہرو اور شہادتین یعنی " اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ " کہو، اور باغسل ہو۔ جب حرم میں داخل ہو اور ضریح پر نگاہ پڑے تو ٹھہرو اور تیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو پھر چند قدم بڑے اطمینان اور وقار کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھو اور ٹھہر کر پھر تیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو، اور جب ضریح کے نزدیک پہونچو تو چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہو تاکہ سو تکبیریں مکمل ہو جائیں۔

پھر اس طرح زیارت کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَةِ وَ مُخْتَلَفَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَمَهْبِطَ الْوَحْيِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَ خُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَهَى الْحِلْمِ وَاُصُوْلَ الْكَرَمِ وَقَادَةَ الْاُمَمِ وَاَوْلِيَاءَ النِّعَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَائِمَ الْاَخْيَارِ وَسَاسَةَ الْعِبَادِ وَاَرْكَانَ الْبِلَادِ وَاَبْوَابَ الْاِيْمَانِ وَاُمَنَاءَ

اَلرَّحْمٰنِ وَ سُلَالَۃَ النَّبِیِّیْنَ وَصَفْوَۃَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعِتْرَۃَ خِیَرَۃِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

"سلام ہو تم پر اے خاندان نبوت، مرکز رسالت، فرشتوں کی آماجگاہ، وحی کی منزل، معدن رحمت، علم خدا کے خزانہ دار، حلم و بردباری کے نقطۂ آخر، شرافتوں کی اصل، اُمت کے پیشوا، نعمتوں کے مالک، اچھائیوں کی اساس، خوبیوں کے ستون، بندگان خدا کے سرپرست، شہروں کی پناہ گاہ، ایمان کے دروازے، خدا کے امانت دار، خلاصۂ پیغمبران، انتخاب رسولان، کائنات کے برگزیدہ پیغمبرؐ کی ذریت۔ خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر۔"

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّۃِ الْھُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَ اَعْلَامِ التُّقٰی وَ ذَوِی النُّھٰی وَ اُوْلِی الْحِجٰی وَکَھْفِ الْوَرٰی وَوَرَثَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَثَلِ الْاَعْلٰی وَالدَّعْوَۃِ الْحُسْنٰی وَ حُجَجِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

"سلام ہو تم پر اے رہنمایانِ ہدایت، تاریکیوں کے چراغ، پرہیزگاروں کے پرچم، صاحبان عقل و رہبران خرد، لوگوں کی پناہ گاہ، پیغمبروں کے وارث، نمونۂ روزگار، ہادیان والاتبار، دنیا و آخرت میں مخلوقات پر اللہ کی حجت، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ مَعْرِفَۃِ اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَۃِ اللّٰہِ وَ مَعَادِنِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ کِتَٰبِ

اللّٰهِ وَاَوْصِيَاءِ نَبِيِّ اللّٰهِ وَذُرِّيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

"سلام ہو تم پر اے معرفت کے مرکزو، اللہ کی برکتوں کے ٹھکانوں، حکمتِ الٰہی کے معدنوں، اسرار خداوندی کے راز دانوں، کتاب خدا کے حاملو، رسولِ خدا کے فرزندو! (اللہ کا درود ہو ان پر اور اُن کی آل پر) اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تم پر"۔

اَلسَّلَامُ عَلَى الدُّعَاةِ اِلَى اللّٰهِ وَالْاَدِلَّاءِ عَلٰى مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَقِرِّيْنَ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ وَالتَّامِّيْنَ فِيْ مَحَبَّةِ اللّٰهِ وَالْمُخْلِصِيْنَ فِيْ تَوْحِيْدِ اللّٰهِ وَالْمُظْهِرِيْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَنَهْيِهٖ وَعِبَادِهِ الْمُكْرَمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

"سلام ہو ان پر جو خدا کی طرف بلاتے ہیں، خوشنودیٔ خدا کی نشاندہی کرتے ہیں، خدا کے احکام پر ثابت قدم، خدا کی محبت میں کامل، توحیدِ خدا میں صاحبانِ اخلاص، خدا کے اوامر و نواہی کے نشر کرنے والے، خدا کے محبوب بندے جو قول سے پہلے اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تم پر۔

اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الدُّعَاةِ وَالْقَادَةِ الْهُدَاةِ وَالسَّادَةِ الْوُلَاةِ وَالذَّادَةِ الْحُمَاةِ وَاَهْلِ الذِّكْرِ

وَ اُولِی الْاَمْرِ وَ بَقِیَّۃِ اللّٰہِ وَخِیَرَتِہٖ وَحِزْبِہٖ وَعَیْبَۃِ عِلْمِہٖ وَ حُجَّتِہٖ وَصِرَاطِہٖ وَنُوْرِہٖ وَ بُرْھَانِہٖ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

"سلام ہو دعوت دینے والے رہنماؤں پر، پیشواؤں کے رہنما، بزرگ منش سرپرست، حق کی دعوت دینے والوں کا دفاع کرنے والے" اہل الذکر"۔ "ولی امر" لطف ودوام خدا، اس کے منتخب کردہ، اسی کے گروہ، اس کے علم کے مرکز، اس کی حجت، اس کا راستہ، اس کا نور، اس کی دلیل۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اُن پر۔

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کَمَا شَھِدَ اللّٰہُ لِنَفْسِہٖ وَ شَھِدَتْ لَہٗ مَلٰئِکَتُہٗ وَاُوْلُوا الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ الْمُنْتَجَبُ وَرَسُوْلُہُ الْمُرْتَضٰی اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔

"گواہی دیتا ہوں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، جس طرح خود اس نے اپنی ذات پر گواہی دی ہے، اس کی مخلوقات سے فرشتوں اور صاحبان علم نے گواہی دی ہے کہ "اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ عزت وحکمت والا ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے برگزیدہ بندے

اور منتخب رسول ہیں۔ ان کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ انھیں تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے، اگرچہ مشرکوں کو پسند نہ آئے"۔

وَاَشْهَدُ اَنَّكُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَهْدِيُّوْنَ الْمَعْصُوْمُوْنَ الْمُكَرَّمُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ الصَّادِقُوْنَ الْمُصْطَفَوْنَ الْمُطِيْعُوْنَ لِلّٰهِ الْقَوَّامُوْنَ بِاَمْرِهِ الْعَامِلُوْنَ بِاِرَادَتِهِ الْفَائِزُوْنَ بِكَرَامَتِهِ اِصْطَفَاكُمْ بِعِلْمِهِ وَارْتَضَاكُمْ لِغَيْبِهِ وَاخْتَارَكُمْ لِسِرِّهِ وَاجْتَبٰيكُمْ بِقُدْرَتِهِ وَاَعَزَّكُمْ بِهُدَاهُ وَخَصَّكُمْ بِبُرْهَانِهِ وَانْتَجَبَكُمْ لِنُوْرِهِ وَاَيَّدَكُمْ بِرُوْحِهِ وَرَضِيَكُمْ خُلَفَاءَ فِيْ اَرْضِهِ وَحُجَجًا عَلٰى بَرِيَّتِهِ وَاَنْصَارًا لِدِيْنِهِ وَحَفَظَةً لِسِرِّهِ وَخَزَنَةً لِعِلْمِهِ وَمُسْتَوْدَعًا لِحِكْمَتِهِ وَتَرَاجِمَةً لِوَحْيِهِ وَاَرْكَانًا لِتَوْحِيْدِهِ وَشُهَدَاءَ عَلٰى خَلْقِهِ وَاَعْلَامًا لِعِبَادِهِ وَمَنَارًا فِيْ بِلَادِهِ وَاَدِلَّاءَ عَلٰى صِرَاطِهِ عَصَمَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ وَآمَنَكُمْ مِنَ الْفِتَنِ وَطَهَّرَكُمْ مِنَ الدَّنَسِ وَاَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

"اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ پیشوا و رہنما، ہدایت یافتہ، معصوم، کریم،

مقربانِ بارگاہ، پرہیزگار، راست باز، برگزیدہ، احکامِ خدا کے ثابت قدم فرمانبردار اس کے اشارہ پر چلنے والے، بزرگیوں کے حامل، اس نے آپ کو اپنے علمِ غیب کے لیے منتخب کیا، اپنے رموز کے لئے آپ کو چُنا، اپنی قدرت سے آپ کا انتخاب کیا، اپنی ہدایت سے سربلند کیا، اپنی دلیلوں سے مخصوص کیا۔ اپنے نور کے لیے مخصوص کیا، اپنی رُوح سے آپ کی تائید کی۔ وہ اس بات پر راضی ہے کہ اس کی زمین پر اس کی نیابت کریں، مخلوقات پر اس کی حجت ہوں، اس کے دین کے مددگار ہوں، اس کے رموز کے محافظ ہوں، اس کے علم کے خزانہ دار ہوں، اس کی حکمت کے امانت دار ہوں، اس کی وحی کے ترجمان، اس کی توحید کے ستون، مخلوقات پر اس کے گواہ، بندگانِ خدا میں اس کے پرچم بردار، شہروں میں اس کی روشن نشانیاں، صراط پر اس کے رہنما، خداوندِ عالم نے آپ کو تمام لغزشوں سے محفوظ رکھا، ہر طرح کے فتنہ و فساد سے مامون رکھا، نجاستوں سے پاک فرمایا، اور اس طرح پاک کیا جو پاک کرنے کا حق تھا۔"

فَعَظَّمْتُمْ جَلَالَهُ وَاَكْبَرْتُمْ شَاْنَهُ وَمَجَّدْتُمْ كَرَمَهُ وَاَدَمْتُمْ ذِكْرَهُ وَوَكَّدْتُمْ مِيْثَاقَهُ وَاَحْكَمْتُمْ عَقْدَ طَاعَتِهِ وَنَصَحْتُمْ لَهُ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَدَعَوْتُمْ اِلٰى سَبِيْلِهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَبَذَلْتُمْ اَنْفُسَكُمْ فِيْ مَرْضَاتِهِ وَصَبَرْتُمْ عَلٰى مَا اَصَابَكُمْ فِيْ جَنْبِهِ وَاَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاَمَرْتُمْ

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَيْتُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَجَاهَدْتُمْ فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ حَتّٰى اَعْلَنْتُمْ دَعْوَتَهٗ وَبَيَّنْتُمْ فَرَائِضَهٗ وَ اَقَمْتُمْ حُدُوْدَهٗ وَنَشَرْتُمْ شَرَايِعَ اَحْكَامِهٖ وَسَنَنْتُمْ سُنَّتَهٗ وَصِرْتُمْ فِي ذٰلِكَ مِنْهُ اِلَى الرِّضَا وَ سَلَّمْتُمْ لَهُ الْقَضَاءَ وَصَدَّقْتُمْ مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ مَضٰى۔

"پس آپ نے اس کے جلال کو عظیم جانا اور اس کی شان کو بزرگ، اس کے کرم کی توقیر کی، اس کے تذکرہ کو بقا دی اور اس کے پیمان کو استحکام، معاہدۂ اطاعت کو استواری بخشی، ظاہراً و باطناً اس کے مخلص رہے، اس کی طرف حکمت اور نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو بلایا، اس کی رضا کی خاطر اپنی جان تک فدا کر دی، اور اس سلسلے میں جو مصائب ٹوٹے اسے ہنسی خوشی برداشت کیا۔ نماز قائم کی، زکات ادا کی، امر بالمعروف اور نہی از منکر کے فریضہ کو انجام دیا۔ خدا کی راہ میں شایان شان جہاد کیا، یہاں تک کہ اس کے پیغام کو عام کیا، اس کے واجبات بیان کئے، اس کی حدود قائم کیں، اس کے احکام و قوانین کو پھیلایا، خدا کے راستے کو معین کیا، اور خدا کی خوشنودی حاصل کی، اس کے حکم کے سامنے تسلیم ہوئے اور تمام گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی۔"

فَالرَّاغِبُ عَنْكُمْ مَارِقٌ وَاللَّازِمُ لَكُمْ لَاحِقٌ وَالْمُقَصِّرُ فِي حَقِّكُمْ زَاهِقٌ وَالْحَقُّ مَعَكُمْ وَفِيكُمْ وَمِنْكُمْ وَاِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ اَهْلُهٗ وَمَعْدِنُهٗ وَمِيْرَاثُ النُّبُوَّةِ

عِنْدَکُمْ وَ اِیَابُ الْخَلْقِ اِلَیْکُمْ وَ حِسَابُهُمْ عَلَیْکُمْ وَ
فَصْلُ الْخِطَابِ عِنْدَکُمْ وَ آیَاتُ اللّٰهِ لَدَیْکُمْ وَ عَزَائِمُهُ
فِیْکُمْ وَ نُوْرُهٗ وَ بُرْهَانُهٗ عِنْدَکُمْ وَ اَمْرُهٗ اِلَیْکُمْ
مَنْ وَالَاکُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰهَ وَ مَنْ عَادَاکُمْ فَقَدْ عَادَ اللّٰهَ وَ
مَنْ اَحَبَّکُمْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَ مَنْ اَبْغَضَکُمْ فَقَدْ اَبْغَضَ
اللّٰهَ وَ مَنِ اعْتَصَمَ بِکُمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ بِاللّٰهِ۔

"پس جس نے آپ سے روگردانی کی وہ دین سے خارج ہوا، اور اس کو دین ملا جس نے آپ سے تمسک کیا، جس نے آپ کے حق میں کوتاہی کی وہ نابود ہوا، حق آپ کے پاس ہے، آپ میں ہے اور آپ سے ہے، آپ ہی اس کے مالک اور اس کے معدن ہیں، نبوت کی میراث آپ کے پاس ہے، حق کا حتمی فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اللہ کی آیتیں آپ کے پاس ہیں، آپ ہی اللہ کا ارادہ ہیں[1]

---

[1] یعنی وہ تمام چیزیں جو دنیا میں رونما ہوتی ہیں وہ سب اللہ کے ارادے سے ہوتی ہیں لیکن آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے۔ اس جملے میں دوسرے بھی احتمالات ذکر کیے گئے ہیں۔

(الف) "عزائم" سے مراد اللہ کا حتمی فیصلہ اور حکم ہے اور یہاں اشارہ کیا گیا ائمہ علیہم السلام کی اطاعت اور پیروی کی طرف کہ ائمہ کی امامت کا اعتقاد، ان کی اطاعت اور ان کے احکام کی پیروی واجب اور ضروری ہے۔

(ب) "عزائم" سے مراد وہ قسمیں ہیں جسے خداوند عالم نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے جیسے "والشمس"، "والضحیٰ" وغیرہ کہ ان چیزوں سے ائمہ علیہم السلام کی ذوات مقدسہ مراد ہیں۔ دراصل خداوند عالم نے ائمہ علیہم السلام کی قسم کھائی ہے۔

(ج) وہ دشوار ترین فرائض مراد ہوں جو صرف ائمہ علیہم السلام سے مخصوص تھے جیسے تبلیغ اور اشاعت دین کی خاطر رنج و مصائب برداشت کرنا۔

اس کا نور، اس کی دلیل آپ کے پاس ہے۔ اس کے احکام وقوانین آپ کے پاس ہیں۔ جس نے آپ کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا، جس نے آپ کو دشمن بنایا اس نے اللہ کو اپنا دشمن بنایا۔ جو آپ کو دوست رکھے وہ خدا کو دوست رکھتا ہے، جو آپ سے بغض وکینہ رکھے وہ خدا سے بغض وکینہ رکھتا ہے۔ اور جس نے آپ سے تمسک اختیار کیا اس نے خدا سے تمسک اختیار کیا۔"

اَنْتُمُ الصِّرَاطُ الْاَقْوَمُ وَشُهَدَاءُ دَارِ الْفَنَاءِ وَشُفَعَاءُ دَارِ الْبَقَاءِ وَالرَّحْمَةُ الْمَوْصُولَةُ وَالْاٰيَةُ الْمَخْزُوْنَةُ وَالْاَمَانَةُ الْمَحْفُوْظَةُ وَالْبَابُ الْمُبْتَلٰى بِهِ النَّاسُ مَنْ اَتَيَاكُمْ نَجٰى وَمَنْ لَمْ يَاتِكُمْ هَلَكَ اِلَى اللهِ تَدْعُوْنَ وَ عَلَيْهِ تَدُلُّوْنَ وَبِهٖ تُؤْمِنُوْنَ وَلَهٗ تُسَلِّمُوْنَ وَ بِاَمْرِهٖ تَعْمَلُوْنَ وَاِلٰى سَبِيْلِهٖ تُرْشِدُوْنَ وَ بِقَوْلِهٖ تَحْكُمُوْنَ سَعَدَ مَنْ وَالَاكُمْ وَهَلَكَ مَنْ عَادَاكُمْ وَخَابَ مَنْ جَحَدَكُمْ وَضَلَّ مَنْ فَارَقَكُمْ وَفَازَ مَنْ تَمَسَّكَ بِكُمْ وَاَمِنَ مَنْ لَجَاَ اِلَيْكُمْ وَسَلِمَ مَنْ صَدَّقَكُمْ وَهُدِيَ مَنِ اعْتَصَمَ بِكُمْ مَنِ اتَّبَعَكُمْ فَالْجَنَّةُ مَاْوَايَهُ وَمَنْ خَالَفَكُمْ فَالنَّارُ مَثْوَيهُ وَمَنْ جَحَدَكُمْ كَافِرٌ وَمَنْ حَارَبَكُمْ مُشْرِكٌ وَمَنْ رَدَّ عَلَيْكُمْ فِيْ اَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ الْجَحِيْمِ۔

"آپ ہیں اللہ کا سیدھا راستہ، دُنیائے فانی میں گواہ اور جہانِ آخرت میں

شفاعت کرنے والے، بہیم اور مسلسل رحمت، اللہ کی وہ نفیس نشانی جس کی حفاظت کی جاتی ہے محفوظ امانت اور وہ دروازہ جہاں لوگوں کی آزمائش ہوتی ہے۔ جو آپ کی طرف آگیا وہ نجات پا گیا اور جو نہیں آیا وہ ہلاک ہوگیا، آپ اللہ کی طرف بُلاتے ہیں اور اس کے راستے کی نشان دہی کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے سامنے تسلیم ہیں، اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں، اس کی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اسی کے کہنے پر فیصلہ کرتے ہیں، وہ سعادت مند ہوگیا جس نے آپ سے دوستی رکھی۔ اور وہ ہلاک ہوگیا جس نے آپ سے دشمنی برتی۔ جس نے آپ کا انکار کیا وہ نا امید ہوگیا۔ جو آپ سے جُدا ہوا وہ گمراہ ہوگیا، جس نے آپ سے تمسک اختیار کیا وہ کامیاب ہوگیا۔ جس نے آپ کے دامن میں پناہ لی وہ محفوظ ہوگیا، جس نے آپ کی تصدیق کی وہ سلامت رہا۔ اس نے ہدایت پائی، جس نے آپ کا دامن پکڑا، جس نے آپ کی پیروی کی جنت اس کا گھر ہوئی، جس نے آپ کی مخالفت کی وہ جہنم میں گیا۔ جو آپ کا انکار کرے وہ کافر اور جو آپ سے جنگ کرے وہ مشرک ہے، جو آپ کی باتوں کو ٹھکرا دے اس کا ٹھکانہ جہنم کے پست ترین طبقے میں ہے۔"

أَشْهَدُ أَنَّ هٰذَا سَابِقٌ لَكُمْ فِيمَا مَضَى وَجَارٍ لَكُمْ فِيمَا بَقِيَ وَأَنَّ أَرْوَاحَكُمْ وَنُورَكُمْ وَطِينَتَكُمْ وَاحِدَةٌ طَابَتْ وَطَهُرَتْ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ خَلَقَكُمُ اللهُ أَنْوَارًا فَجَعَلَكُمْ بِعَرْشِهِ مُحْدِقِينَ حَتَّى مَنَّ عَلَيْنَا بِكُمْ فَجَعَلَكُمْ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَجَعَلَ صَلَوٰتَنَا عَلَيْكُمْ وَمَا خَصَّنَا بِهٖ

مِنْ وِلَایَتِکُمْ طِیْبًا لِخَلْقِنَا وَ طَهَارَةً لِاَنْفُسِنَا وَ تَزْکِیَةً لَنَا وَ کَفَّارَةً لِذُنُوْبِنَا فَکُنَّا عِنْدَهٗ مُسَلِّمِیْنَ بِفَضْلِکُمْ وَ مَعْرُوْفِیْنَ بِتَصْدِیْقِنَا اِیَّاکُمْ فَبَلَغَ اللّٰهُ بِکُمْ اَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُکَرَّمِیْنَ وَ اَعْلٰی مَنَازِلِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ اَرْفَعَ دَرَجَاتِ الْمُرْسَلِیْنَ حَیْثُ لَا یَلْحَقُهٗ لَاحِقٌ وَلَا یَفُوْقُهٗ فَائِقٌ وَلَا یَسْبِقُهٗ سَابِقٌ وَلَا یَطْمَعُ فِیْ اِدْرَاکِهٖ طَامِعٌ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ وَلَا صِدِّیْقٌ وَلَا شَهِیْدٌ وَلَا عَالِمٌ وَلَا جَاهِلٌ وَلَا دَنِیٌّ وَلَا فَاضِلٌ وَلَا مُؤْمِنٌ صَالِحٌ وَلَا فَاجِرٌ طَالِحٌ وَلَا جَبَّارٌ عَنِیْدٌ وَلَا شَیْطَانٌ مَرِیْدٌ وَلَا خَلْقٌ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلِکَ شَهِیْدٌ اِلَّا عَرَّفَهُمْ جَلَالَةَ اَمْرِکُمْ وَ عِظَمَ خَطَرِکُمْ وَ کِبَرَ شَاْنِکُمْ وَ تَمَامَ نُوْرِکُمْ وَ صِدْقَ مَقَاعِدِکُمْ وَ ثَبَاتَ مَقَامِکُمْ وَ شَرَفَ مَحَلِّکُمْ وَ مَنْزِلَتِکُمْ عِنْدَهٗ وَ کَرَامَتِکُمْ عَلَیْهِ وَ خَاصَّتِکُمْ لَدَیْهِ وَ قُرْبَ مَنْزِلَتِکُمْ مِنْهُ۔

"گواہی دیتا ہوں کہ یہ منزلت وفضیلت آپ کو ماضی میں بھی حاصل تھی اور مستقبل میں بھی آپ ہی کا حصہ ہے، گواہی دیتا ہوں آپ کی رُوحیں، آپ کا نور اور آپ کی خلقت ایک ہی ہے۔ پاک وپاکیزہ ہیں۔ ایک طرح کے ہیں، اور ایک دوسرے سے ہیں۔ خداوند عالم نے آپ کو نور بنایا اور اپنے عرش

کے گرد محیط فرمایا، یہاں تک کہ آپ کے ذریعہ ہم پر احسان فرمایا اور آپ کو ایسے
گھر میں اتارا جس کے بارے میں اللہ کی مرضی تھی اس کو رفعت دی جائے
اور اس میں اس کا ذکر کیا جائے، آپ پر درُود بھیجنے اور آپ سے دوستی کرنے
سے ہمیں مخصوص فرماکر ہماری خلقت کو پاکیزہ، ہماری روح کو طاہر، ہمارے نفوس
کو پاک کیا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار دیا۔ پس ہم نے اس کی بارگاہ میں آپ
کی فضیلتوں کا اعتراف کیا، اور آپ کی تصدیق کرنے والوں میں شمار کیے گئے۔
خداوند عالم نے شرفا کی بہترین جگہوں، مقربان بارگاہ کے اعلیٰ درجات اور
رسولوں کی بلند منزلوں تک آپ کو پہونچایا جہاں پہونچنے والے پہونچ نہیں سکتے،
برتری کے خوگر اس پر برتری نہیں حاصل کر سکتے، سبقت لے جانیوالے اس پر سبقت
نہیں حاصل کر سکتے، لالچی اس کی طمع نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ نہ کوئی فرشتہ،
نہ کوئی مقرب بارگاہ، نہ کوئی پیغمبر نہ نبی، نہ صدیق، نہ شہید، نہ عالم نہ جاہل، نہ
کوئی پست نہ کوئی بلند، نہ نیکو کار مومن، نہ تبہ کار کافر، نہ ظالمان ستم پیشہ، نہ سرکش
شیطان، اور نہ کوئی اور مخلوق باقی رہ گئی ہے جس کے سامنے اللہ نے آپ کی
جلالت کو واضح نہ کیا ہو اور آپ کی شرف کی عظمتوں کو بیان نہ کیا ہو، آپ کی
شان کی بلندی کی وضاحت نہ کی ہو، آپ کے نور کے اتمام کا اعلان نہ کیا ہو،
آپ کے راستے کی استواری، مقامات کی بلندی، اس کے نزدیک آپ کا قرب
و منزلت، آپ کی بزرگی، آپ کی خصوصیات اور آپ کے تقرب کو روشن نہ
کیا ہو۔

بِأَبِيْ أَنْتُمْ وَأُمِّيْ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ وَأُسْرَتِيْ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَ
أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ مُؤْمِنٌ بِكُمْ وَبِمَا آمَنْتُمْ بِهٖ كَافِرٌ
بِعَدُوِّكُمْ وَبِمَا كَفَرْتُمْ بِهٖ مُسْتَبْصِرٌ بِشَأْنِكُمْ وَبِضَلَالَةِ

مَنْ خَالَفَکُمْ مُوَالٍ لَکُمْ وَلِاَوْلِیَائِکُمْ مُبْغِضٌ لِاَعْدَائِکُمْ وَمُعَادٍ لَهُمْ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَکُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَکُمْ مُحَقِّقٌ لِمَا حَقَّقْتُمْ مُبْطِلٌ لِمَا اَبْطَلْتُمْ مُطِیعٌ لَکُمْ عَارِفٌ بِحَقِّکُمْ مُقِرٌّ بِفَضْلِکُمْ مُحْتَمِلٌ لِعِلْمِکُمْ مُحْتَجِبٌ بِذِمَّتِکُمْ مُعْتَرِفٌ بِکُمْ مُؤْمِنٌ بِاِیَابِکُمْ مُصَدِّقٌ بِرَجْعَتِکُمْ مُنْتَظِرٌ لِاَمْرِکُمْ مُرْتَقِبٌ لِدَوْلَتِکُمْ آخِذٌ بِقَوْلِکُمْ عَامِلٌ بِاَمْرِکُمْ مُسْتَجِیرٌ بِکُمْ زَائِرٌ لَکُمْ عَائِذٌ بِقُبُورِکُمْ مُسْتَشْفِعٌ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِکُمْ وَمُتَقَرِّبٌ بِکُمْ اِلَیْهِ وَمُقَدِّمُکُمْ اَمَامَ طَلِبَتِی وَحَوَائِجِی وَاِرَادَتِی فِی کُلِّ اَحْوَالِی وَاُمُورِی مُؤْمِنٌ بِسِرِّکُمْ وَعَلَانِیَتِکُمْ وَشَاهِدِکُمْ وَغَائِبِکُمْ وَاَوَّلِکُمْ وَآخِرِکُمْ وَمُفَوِّضٌ فِی ذٰلِکَ کُلِّهِ اِلَیْکُمْ وَمُسَلِّمٌ فِیهِ مَعَکُمْ وَقَلْبِی لَکُمْ مُسَلِّمٌ وَرَأْیِی لَکُمْ تَبَعٌ وَنُصْرَتِی لَکُمْ مُعَدَّةٌ حَتّٰی یُحْیِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی دِینَهُ بِکُمْ وَیَرُدَّکُمْ فِی اَیَّامِهِ وَیُظْهِرَکُمْ لِعَدْلِهِ وَیُمَکِّنَکُمْ فِی اَرْضِهِ۔

”میرے ماں باپ، خاندان، جان و مال اور رشتہ دار سب آپ پر

فدا ہو جائیں، خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ آپ پر ایمان لایا ہوں اور ان تمام چیزوں پر جن پر آپ ایمان لائے ہیں، آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں اور ان تمام چیزوں کا انکار کرتا ہوں جن کا آپ انکار کرتے ہیں۔ آپ کی عظمت کا معترف ہوں اور آپ کے دشمنوں کی گمراہی کا قائل ہوں، آپ کو دوست رکھتا ہوں اور آپ کے دوستوں کو بھی۔ آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان سے متنفر ہوں، جس سے آپ کی صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے۔ جو آپ سے جنگ کرے اس سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوں۔ جس چیز کی آپ تصدیق کریں اس کی میں بھی تصدیق کرتا ہوں جسے آپ باطل قرار دیں اسے باطل جانتا ہوں۔ آپ کا فرمانبردار ہوں اور آپ کے حق کا معترف ہوں، آپ کی فضیلتوں کا اقرار کرتا ہوں۔ آپ کے علوم کا خوشہ چیں ہوں، آپ کی پناہ گاہ میں پناہ لئے ہوں، آپ کا معترف ہوں، آپ کی بازگشت کا قائل ہوں اور آپ کی رجعت کا معتقد ہوں، آپ کے فرمان کا منتظر ہوں، آپ کی حکومت کی تمنا لیے ہوئے ہوں، آپ کی باتوں کو غور سے سنتا ہوں اور آپ کے احکام کی اطاعت کرتا ہوں، آپ ہی سے پناہ کا طالب ہوں، آپ کی زیارت کرنے والا ہوں، آپ کے مزاروں سے متمسک ہوں۔ خداوند عز و جل کی بارگاہ میں آپ کو شفیع قرار دیتا ہوں، اور آپ کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرتا ہوں۔ اپنی ضرورتوں، آرزوؤں، مرادوں اور تمام امور میں آپ کو مقدم کرتا ہوں۔ ظاہر و باطن، حضور و غیاب، اوّل و آخر سب حالتوں میں آپ پر ایمان رکھتا ہوں۔ تمام امور آپ کو واگذار کر دیتا ہوں۔ آپ کے سامنے تسلیم ہوں اور آپ کی نصرت کے لیے آمادہ ہوں، یہاں تک کہ خدا اپنے دین کو آپ کے ذریعہ حیات نو عطا کرے، اور اپنی حکومت کے دَوران آپ کو اس دُنیا میں واپس لائے، اپنے عدل کے

لیے آپ کو ظاہر کرے اور اپنی زمین پر آپ کو قدرت وطاقت عطا فرمائے۔"

فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَا مَعَ غَيْرِكُمْ آمَنْتُ بِكُمْ وَ تَوَلَّيْتُ آخِرَكُمْ بِمَا تَوَلَّيْتُ بِهِ أَوَّلَكُمْ وَبَرِئْتُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَ مِنَ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَالشَّيَاطِينِ وَحِزْبِهِمُ الظَّالِمِينَ لَكُمُ الْجَاحِدِينَ لِحَقِّكُمْ وَالْمَارِقِينَ مِنْ وِلَايَتِكُمْ وَ الْغَاصِبِينَ لِإِرْثِكُمْ الشَّاكِّينَ فِيكُمُ الْمُنْحَرِفِينَ عَنْكُمْ وَمِنْ كُلِّ وَلِيجَةٍ دُونَكُمْ وَكُلِّ مُطَاعٍ سِوَاكُمْ وَمِنَ الْأَئِمَّةِ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ فَثَبَّتَنِيَ اللّٰهُ أَبَدًا مَا حَيِيتُ عَلَىٰ مُوَالَاتِكُمْ وَ مَحَبَّتِكُمْ وَدِينِكُمْ وَ وَفَّقَنِي لِطَاعَتِكُمْ وَرَزَقَنِي شَفَاعَتَكُمْ وَجَعَلَنِي مِنْ خِيَارِ مَوَالِيكُمُ التَّابِعِينَ لِمَا دَعَوْتُمْ إِلَيْهِ وَ جَعَلَنِي مِمَّنْ يَقْتَصُّ آثَارَكُمْ وَيَسْلُكُ سَبِيلَكُمْ وَ يَهْتَدِي بِهُدَاكُمْ وَ يُحْشَرُ فِي زُمْرَتِكُمْ وَيَكِرُّ فِي رَجْعَتِكُمْ وَيُمَلَّكُ فِي دَوْلَتِكُمْ وَيُشَرَّفُ فِي عَافِيَتِكُمْ وَيُمَكَّنُ فِي أَيَّامِكُمْ وَتَقَرُّ عَيْنُهُ غَدًا بِرُؤْيَتِكُمْ۔

"پس آپ کے ساتھ ہوں، آپ کے ساتھ ہوں آپ کے دشمنوں

کے ساتھ نہیں ہوں، آپ پر ایمان رکھتا ہوں اور جس طرح آپ کی پہلی ولایت کا اقرار کیا تھا اسی طرح آخری ولایت کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں آپ کے دشمنوں سے، جبت و طاغوت سے، شیطانوں سے، ظالموں کے گروہ سے، آپ کے حقوق کے منکروں سے، آپ کی ولایت سے خارج ہونے والوں سے، آپ سے انحراف کرنے والوں سے، آپ کی میراث کے غاصبوں سے، آپ کے بارے میں شک کرنے والوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ اور ان تمام لوگوں سے بیزار ہوں جو آپ کے علاوہ محرم راز ہوں، آپ کے علاوہ جن کی اطاعت کی جائے۔ وہ رہنما جو آتش جہنم کی طرف دعوت دیں۔ پس جب تک زندہ ہوں خداوند عالم مجھے آپ کی ولایت، آپ کے دین اور آپ کی محبت پر ثابت قدم رکھے، آپ کی اطاعت کی توفیق دے، آپ کی شفاعت نصیب فرمائے، مجھے آپ کے ان بہترین دوستوں میں قرار دے جو آپ کے تمام احکام کی پیروی کرتے ہیں، مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، آپ کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہیں اور آپ کے گروہ میں محشور ہوں گے، آپ کی رجعت کے دوران دوبارہ زندہ ہوں گے اور آپ کی حکومت میں طاقتور ہوں گے، آپ کی آسائش کے دنوں محترم ہوں گے، آپ کے اقتدار کے زمانے میں قدرت و منزلت حاصل کریں گے، اور جن کی آنکھیں آپ کے دیدار سے ٹھنڈی ہوں گی۔"

بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ وَ اَهْلِیْ وَ مَالِیْ مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَءَ بِکُمْ وَ مَنْ وَحَّدَهٗ قَبِلَ عَنْکُمْ وَ مَنْ قَصَدَهٗ تَوَجَّهَ بِکُمْ مَوَالِیَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَائَکُمْ وَلَا اَبْلُغُ مِنَ

اَلْمَدْحِ کُنْهَکُمْ وَمِنَ الْوَصْفِ قَدْرَکُمْ وَاَنْتُمْ نُوْرُ الْاَخْیَارِ وَ هُدَاةُ الْاَبْرَارِ وَحُجَجُ الْجَبَّارِ بِکُمْ فَتَحَ اللّٰهُ وَبِکُمْ یَخْتِمُ وَبِکُمْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَ بِکُمْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَبِکُمْ یُنَفِّسُ الْهَمَّ وَیَکْشِفُ الضُّرَّ وَعِنْدَکُمْ مَا نَزَلَتْ بِهٖ رُسُلُهٗ وَهَبَطَتْ بِهٖ مَلَآئِکَتُهٗ وَ اِلٰی جَدِّکُمْ (اور امیرالمومنینؑ کی زیارت کرتے وقت کہے :۔ وَ اِلٰی اَخِیْكَ) بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ آتَاکُمُ اللّٰهُ مَالَمْ یُؤْتِ اَحَداً مِنَ الْعَالَمِیْنَ طَأْطَأَ کُلُّ شَرِیْفٍ لِشَرَفِکُمْ وَ بَخَعَ کُلُّ مُتَکَبِّرٍ لِطَاعَتِکُمْ وَخَضَعَ کُلُّ جَبَّارٍ لِفَضْلِکُمْ وَذَلَّ کُلُّ شَیْءٍ لَکُمْ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِکُمْ وَ فَازَ الْفَائِزُوْنَ بِوِلَایَتِکُمْ بِکُمْ یُسْلَكُ اِلَی الرِّضْوَانِ وَعَلٰی مَنْ جَحَدَ وِلَایَتَکُمْ غَضَبُ الرَّحْمٰنِ۔

"میرے ماں باپ، میری جان، میرا خاندان اور میرا مال سب آپ پر فدا ہو جائے۔ جو خدا کا خواہاں ہے وہ آپ سے شروع کرتا ہے، جس نے اس کو واحد جانا، اس نے وحدانیت کی تعلیم آپ سے حاصل کی ہے اور جو اس کا قصد کرتا ہے وہ آپ کی طرف رُخ کرتا ہے۔ اے ہمارے آقا! ہم آپ کی ثنا کو شمار نہیں کر سکتے، آپ کی مدح کی حقیقت تک نہیں پہونچ سکتے۔

آپ کے صفات کا اندازہ نہیں کر سکتے، آپ اچھوں کے نور، نیکو کاروں کے رہنما اور خداوند جبار کی حجت ہیں۔ خدا نے آپ ہی سے ابتدا کی ہے اور آپ ہی پر اختتام ہوگا۔ آپ ہی کی بنا پر بارش ہوتی ہے۔ آپ ہی کے سبب آسمان زمین پر پھٹ نہیں پڑ رہا مگر اس کی اجازت سے، آپ ہی کے ذریعہ غم کو برطرف کرتا اور سختیوں کو دُور کرتا ہے۔ وہ تمام چیزیں جو پیغمبران الٰہی اور فرشتے لائے ہیں وہ سب آپ کے پاس ہیں، اور آپ کے جد پر۔ (امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کرتے وقت کہے کر: اور آپ کے بھائی پر) روح الامین۔ جبرئیل۔ نازل ہوئے۔ جو چیزیں خداوند عالم نے کسی کو بھی عطا نہیں کیں وہ چیزیں آپ کو عطا کی ہیں۔ ہر شریف آپ کی شرافت کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے۔ ہر متکبر آپ کی اطاعت کے لئے سر جھکائے ہے۔ ہر ظالم و جابر آپ کی عظمت و بزرگی کے سامنے خاضع ہے۔ اس نے تمام چیزیں آپ کے لیے رام کر دی ہیں۔ زمین آپ کے نور سے روشن ہوگئی۔ کامیاب ہونے والے آپ کی ولایت سے کامیاب ہوئے، اور آپ کے وسیلہ سے بہشت کی طرف گامزن ہوئے۔ خدا کی لعنت اور غضب ہو اس پر جو آپ کی ولایت کا انکار کرے۔"

بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَاُمِّیْ وَنَفْسِیْ وَ اَهْلِیْ وَمَالِیْ ذِكْرُكُمْ فِی الذَّاكِرِیْنَ وَ اَسْمَاؤُكُمْ فِی الْاَسْمَاءِ وَاَجْسَادُكُمْ فِی الْاَجْسَادِ وَاَرْوَاحُكُمْ فِی الْاَرْوَاحِ وَ اَنْفُسُكُمْ فِی النُّفُوْسِ وَ آثَارُكُمْ فِی الْآثَارِ وَ قُبُوْرُكُمْ فِی الْقُبُوْرِ فَمَا اَحْلٰی اَسْمَائَكُمْ وَاَكْرَمَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَعْظَمَ

شَأْنُكُمْ وَاَجَلَّ خَطَرَكُمْ وَاَوْفٰى عَهْدَكُمْ وَاَصْدَقَ وَعْدَكُمْ كَلَامُكُمْ نُوْرٌ وَاَمْرُكُمْ رُشْدٌ وَوَصِيَّتُكُمُ التَّقْوٰى وَفِعْلُكُمُ الْخَيْرُ وَعَادَتُكُمُ الْاِحْسَانُ وَسَجِيَّتُكُمُ الْكَرَمُ وَشَأْنُكُمُ الْحَقُّ وَالصِّدْقُ وَالرِّفْقُ وَقَوْلُكُمْ حُكْمٌ وَحَتْمٌ وَرَأْيُكُمْ عِلْمٌ وَحِلْمٌ وَحَزْمٌ اِنْ ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ اَوَّلَهٗ وَاَصْلَهٗ وَفَرْعَهٗ وَمَأْوِيَهٗ وَمُنْتَهَاهُ۔

"میرے ماں باپ، میری جان، میرا خاندان، میرا مال آپ پر فدا ہو جائے قربان ہوں آپ کی یاد پر۔ جب یاد کرنے والوں کی زبان پر آپ کا تذکرہ ہو، تمام ناموں میں آپ کے نام پر فدا، تمام جسموں میں آپ کے اجسام پر فدا، تمام روحوں میں آپ کی ارواح پر اور تمام نفسوں میں آپ کے نفوس پر فدا، تمام آثار پر اور تمام قبروں میں آپ کی قبروں پر فدا[1] ارے کتنی مٹھاس ہے آپ کے نام میں، کتنے محترم ہیں آپ کے نفوس، کتنی عظیم ہے آپ کی شان، کتنی بلند ہے آپ کی منزل، کتنا باوفا ہے آپ کا عہد و پیمان اور کتنا سچا ہے آپ کا وعدہ۔

---

[1] "روضۃ المتقین" میں "ذِكْرُكُمْ فِي الذَّاكِرِيْنَ" کو مستقل جملہ قرار دیا ہے، یعنی جس وقت نیکو کاروں کا تذکرہ ہوتا ہے اس میں آپ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ دوسرے یاد کرنے والوں میں آپ کی یاد اور آپ کا انداز ذکر جداگانہ ہے جس طرح ستاروں کے درمیان آفتاب۔ جب نیکو کاروں کا ذکر ہو تو اس میں آپ کا ذکر بھی شامل ہے لیکن بقیہ نیکو کاروں کو آپ پر ہرگز قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کا کلام نور، آپ کا فرمان ہدایت، آپ کی نصیحت تقویٰ، آپ کا کام کارِ خیر
آپ کی روش نیکی، آپ کی خصلت کرم، آپ کی شان حق، صدق و احسان،
آپ کی گفتار مستحکم، آپ کی رائے علم و بردباری و عقل مندی۔ اگر نیکیوں کا تذکرہ ہو
تو آپ ہیں اس کی ابتدا، اس کی اصل، اس کی شاخ، اس کا معدن، اس کا مرکز
اور اس کی انتہا۔

بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ کَیْفَ اَصِفُ حُسْنَ ثَنَائِکُمْ
وَ اُحْصِیْ جَمِیْلَ بَلَائِکُمْ وَ بِکُمْ اَخْرَجَنَا اللّٰہُ مِنَ
الذُّلِّ وَ فَرَّجَ عَنَّا غَمَرَاتِ الْکُرُوْبِ وَ اَنْقَذَنَا مِنْ
شَفَا جُرُفِ الْهَلَکَاتِ وَمِنَ النَّارِ بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَاُمِّیْ وَنَفْسِیْ
بِمُوَالَاتِکُمْ عَلَّمَنَا اللّٰہُ مَعَالِمَ دِیْنِنَا وَ اَصْلَحَ مَا کَانَ
فَسَدَ مِنْ دُنْیَانَا وَ بِمُوَالَاتِکُمْ تَمَّتِ الْکَلِمَۃُ وَعَظُمَتِ
النِّعْمَۃُ وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَۃُ وَ
بِمُوَالَاتِکُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَۃُ الْمُفْتَرَضَۃُ وَ لَکُمُ الْمَوَدَّۃُ
الْوَاجِبَۃُ وَالدَّرَجَاتُ الرَّفِیْعَۃُ وَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ
وَالْمَکَانُ الْمَعْلُوْمُ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَاہُ الْعَظِیْمُ
وَالشَّاْنُ الْکَبِیْرُ وَالشَّفَاعَۃُ الْمَقْبُوْلَۃُ۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا
اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ رَبَّنَا
لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ

رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔

"میرے ماں باپ اور میں خود آپ پر فدا ہو جاؤں، کس طرح آپ کے حسنِ ثنار کی توصیف کروں، آپ کے احسان کی اچھائیوں کو شمار کروں، آپ کے سبب خدا نے ہم کو ذلت وخواری سے بچایا، سختیوں سے نجات دلائی، قعرِ ذلت میں ہلاک ہونے اور آتش جہنم میں جلنے سے ہمیں محفوظ رکھا۔ میرے ماں باپ اور خود آپ پر قربان ہو جاؤں، خداوند عالم نے آپ کی ولایت اور دوستی کی بنا پر ہمیں دین تعلیم دیا، ہمارے دنیا کے فاسد شدہ امور کی اصلاح کی۔ اور آپ کی ولایت ومحبّت کے سبب کلمہ ایمان مکمل ہوا اور نعمت عظیم ہوئی۔ جُدائی محبّت والفت میں تبدیل ہوئی۔ آپ کی ولایت اور محبت کی بنا پر واجب عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔ محبت واجب آپ کے لئے ہے آپ کے لئے ہیں بلند درجات، اعلیٰ مقامات، اوجِ منزلت، خداوند عالم کے نزدیک آپ کی منزلت معین، آپ کی عزّت بے پناہ، آپ کی شان عظیم اور آپ کی شفاعت موردِ قبول ہے ــــــــ خدایا جو کچھ تو نے نازل کیا ہے، اس پر ایمان لاتا ہوں، پیغمبر اکرمؐ کی پیروی کرتا ہوں، خدایا ہمیں نبوت کی گواہی دینے والوں میں شمار فرما۔ خدایا ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کرنا۔ اپنی رحمتیں ہمارے شامل حال فرما، بے شک تو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ پاک وپاکیزہ ہے ہمارا پروردگار، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونے والا ہے"۔

يَا وَلِيَّ اللهِ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ذُنُوْبًا لَا يَأْتِيْ عَلَيْهَا اِلَّا رِضَاكُمْ فَبِحَقِّ مَنِ ائْتَمَنَكُمْ عَلٰى سِرِّهٖ۔

وَاسْتَرْعَاكُمْ اَمْرَ خَلْقِهٖ وَقَرَنَ طَاعَتَكُمْ بِطَاعَتِهٖ لَمَّا اسْتَوْهَبْتُمْ ذُنُوبِيْ وَكُنْتُمْ شُفَعَائِيْ فَاِنِّيْ لَكُمْ مُطِيْعٌ مَنْ اَطَاعَكُمْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَاكُمْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَحَبَّكُمْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَكُمْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ۔

"اے ولی خدا! یقیناً میرے اور خدا کے درمیان ایسے گناہ ہیں جن کی بخشش آپ کی خوشنودی کے بغیر ناممکن ہے۔ آپ کو اس کے حق کی قسم جس نے زمین پر آپ کو اپنا راز داں بنایا، مخلوقات کے امور کی حفاظت آپ کے سپرد کی، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ میرے گناہوں کو بخشیے، ہماری شفاعت فرمایئے کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں، اور جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی، جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی، جو آپ کو دوست رکھے اس نے خدا کو دوست رکھا، جس نے آپ سے دشمنی برتی اس نے خدا سے دشمنی کی۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَاءَ اَقْرَبَ اِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الْاَخْيَارِ الْاَئِمَّةِ الْاَبْرَارِ لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِيْ فَبِحَقِّهِمُ الَّذِيْ اَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ جُمْلَةِ الْعَارِفِيْنَ بِهِمْ وَبِحَقِّهِمْ وَفِيْ زُمْرَةِ الْمَرْحُوْمِيْنَ بِشَفَاعَتِهِمْ

اِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَسَلَّمَ کَثِیْراً وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

"خدایا! اگر میں محمدؐ اور ان کی آلِ پاک سے زیادہ کسی اور کو تجھ سے نزدیک اور ان سے زیادہ شفاعت کرنے والا پاتا تو ان کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا اور شفیع قرار دیتا۔ پس ان کے حق کی قسم جس کو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے، تجھ سے یہ درخواست کرسکتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں میں شمار فرما جو اہلبیت علیہم السلام کی معرفت رکھنے والے، ان کے حق کے جاننے والے اور ان کے گروہ میں شامل ہونے والے اور ان کی شفاعت پانے والے ہیں کہ تو ارحم الراحمین ہے۔ خداوندا محمدؐ اور ان کی آل پاک پر درود بھیج اور بے پناہ سلام ان پر نچھاور فرما حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ خدا ہمارے لیے بس ہے اور وہی بہترین وکیل ہے۔"

امام کے شاگرد

پابندیوں، سختیوں اور ظلم و ستم سے آلودہ ماحول لوگوں کو امام کی خدمت میں حاضر ہونے اور استفادہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا، مگر عاشقانِ اہل بیتؑ اور تشنگانِ قرآن کسی نہ کسی طرح امام کی خدمت میں شرفیاب ہو جاتے تھے اور حسبِ ظرف علم و عمل کے سمندر سے استفادہ کرتے تھے اور ایمان و معرفت کے اعلیٰ درجات حاصل کرتے تھے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ۱۸۵ افراد کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے امام ہادی

علیہ السّلام سے روایتیں نقل کی ہیں ان میں بعض آسمانِ کردار کے درخشندہ ستارے ہیں۔ ذیل کی سطروں میں امام ہادی علیہ السلام کے بعض اصحاب کا تذکرہ کر رہے ہیں:

① حضرت عبدالعظیم حسنی

آپ کا شمار بزرگ راویوں اور علماء میں ہوتا ہے۔ زہد و تقویٰ میں خاص منزلت حاصل تھی۔ چھٹے، ساتویں اور آٹھویں امام علیہم السلام کے بعض صحابیوں سے ملاقات کی تھی اور خود امام محمد تقی علیہ السلام اور امام علی نقیؑ کے نامور شاگردوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

"صاحب بن عباد" کی تحریر ہے کہ: عبدالعظیم حسنی دینی باتوں سے واقف اور مذہبی مسائل اور احکامِ قرآنی کا باقاعدہ علم رکھتے تھے۔ (۵۷)

"ابو حماد رازی" کا بیان ہے کہ: امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کچھ مسائل دریافت کیے۔ جب میں رخصت ہونے لگا امام نے فرمایا۔ جب بھی تمھیں کوئی مشکل پیش آئے عبدالعظیم حسنی سے سوال کرو، اور ہاں ان کو ہمارا سلام کہہ دینا۔ (۵۸)

آپ ایمان و معرفت کے اس بلند مرتبہ پر فائز تھے کہ امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا کہ "تم ہمارے حقیقی دوستوں میں سے ہو"۔ (۵۹)

ایک مرتبہ اپنے تمام عقائد امامؑ کی خدمت میں بیان کئے۔ امام ہادی علیہ السلام نے ان کے تمام عقائد کی تصدیق فرمائی۔ جیسا کہ خود کا بیان ہے کہ "میں اپنے آقا امام علی ہادی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ جب امام کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا۔ "مرحبا مرحبا اے ابوالقاسم تم یقیناً ہمارے دوست ہو۔"

میں نے عرض کیا اے فرزندِ رسول! میں اپنا دین اور عقیدہ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اس سے خوش ہوں تو اسی پر ثابت قدم رہوں اور اسی عقیدے پر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

فرمایا: بیان کرو۔

عرض کیا: "میرا عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مثل۔ وہ "ابطال" اور "تشبیہ" (ابطال یعنی خدا کو بے کار و مجبور جاننا۔ تشبیہ یعنی خدا کو مخلوقات کی شبیہ قرار دینا) سے خارج ہے۔ خدا "نہ جسم" ہے "نہ صورت" نہ "عرض" ہے اور نہ "جوہر" بلکہ وہ تمام اجسام کا پیدا کرنے والا، تمام صورتوں کا بنانے والا۔ عرض و جوہر کا خالق اور ہر چیز کا خالق اور اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ عقیدہ رکھتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں اور اس کے آخری رسول ہیں۔ اب قیامت تک کوئی رسول نہ نہیں آئے گا۔ ان کا دین ان کی شریعت تمام ادیان اور شرائع کا نقطہ آخر ہے۔ قیامت تک کوئی دوسرا دین دوسری شریعت نہیں آئے گی۔

معتقد ہوں کہ رسول خداؐ کے بعد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسولؐ کے جانشین اور امت کے سرپرست ہیں۔ ان کے بعد حسنؑ اور ان کے بعد حسینؑ پھر علی بن الحسینؑ ان کے بعد محمد بن علیؑ، ان کے بعد جعفر بن محمدؑ ان کے بعد موسیٰ بن جعفرؑ ان کے بعد علی بن موسیٰؑ، ان کے بعد محمد بن علیؑ اور ان کے بعد آپ میرے مولا اور امام ہیں۔"

امام نے فرمایا: میرے بعد میرے فرزند "حسنؑ" امام ہوں گے اور حسن کے فرزند کے سلسلے میں لوگوں کا نظریہ کیا ہے۔؟

عرض کیا: اے آقا وہ کیسے ہیں۔؟

فرمایا: وہ دکھائی نہیں دیں گے، ان کا نام لینے کی اجازت نہیں ہے یہاں تک کہ وہ قیام کریں۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اس وقت میں نے کہا، میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ ان کا دوست اللہ کا دوست اور ان کا دشمن اللہ کا دشمن ہے، ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی

اللہ کی نافرمانی۔!

معتقد ہوں کہ معراج، قبر میں سوال وجواب، بہشت و دوزخ، صراط و میزان حق ہے قیامت آنے والی ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا مردوں کو زندہ کریگا۔

میرا عقیدہ ہے کہ ولایت کے بعد دین کے واجبات، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بمعروف اور نہی از منکر ہیں۔

امام نے فرمایا: اے ابوالقاسم! خدا کی قسم یہ وہی دین ہے جسے خداوند عالم نے اپنے بندوں کے لیے منتخب فرمایا ہے اسی پر ثابت قدم رہو، دنیا وآخرت میں خدا انہی باتوں پر ثابت قدم رکھے۔ (۶۰)

تاریخ کے مطابق حکومت وقت نے آپ پر کڑی نظر رکھی اور آپ خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے ایران چلے آئے اور شہر "ری" میں روپوش ہو گئے۔ ان کے حالات زندگی میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ:

"حضرت عبدالعظیم شہر "رے" میں وارد ہوئے چونکہ بادشاہ وقت کے خوف سے آئے تھے اس لیے "سکۃ الموالی" (غلاموں کی گلی) میں ایک شیعہ کے گھر کے تہ خانہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مسلسل عبادتیں کرتے تھے، دن میں روزہ رکھتے تھے اور رات بھر یاد خدا میں بیدار رہتے تھے۔ کبھی کبھی پوشیدہ طور سے گھر سے باہر آتے تھے، اور ان کی قبر کے سامنے جو قبر ہے (آج کل وہ امام زادہ حمزہ کے نام سے مشہور ہے) اس کی زیارت کرتے اور فرماتے کہ یہ امام موسیٰ کاظم کے فرزندوں میں سے ہیں ــــ اس طرح مخفیانہ زندگی بسر کرتے تھے شہر رے میں قیام کی خبر رفتہ رفتہ شیعیان اہل بیت تک پہونچتی رہی۔ یہاں تک کہ اکثر شیعہ آپ سے واقف ہو گئے۔ ایک دن ایک شیعہ نے پیغمبر اکرمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں: میرے ایک فرزند کو سکۃ الموالی سے لاکر "عبدالجبار بن عبدالوہاب" کے باغ میں سیب کے درخت کے نیچے دفن کردو ــــ اور اس جگہ کی طرف اشارہ فرمایا جہاں

اس وقت حضرت عبدالعظیم کی قبر ہے۔

اس شخص نے وہ زمین اور وہ درخت اس کے مالک سے خریدنا چاہا۔ مالک نے دریافت کیا یہ درخت اور زمین کیوں خرید رہے ہو۔؟

خریدار نے پورا خواب بیان کر دیا۔ مالک نے کہا۔ میں نے بھی اسی طرح کا ایک خواب دیکھا ہے۔ اس نے وہ پورا باغ اور درخت حضرت عبدالعظیم اور ان کے شیعوں پر وقف کر دیا تاکہ آپ وہیں دفن ہوں۔

کچھ دنوں بعد حضرت عبدالعظیم مریض ہو گئے اور دُنیا سے انتقال فرما گئے۔ جب غسل دینے کے لیے آپ کے کپڑے اتارے گئے، تو اس میں ایک خط ملا جس میں آپ کا حسب ونسب تحریر تھا۔(۶۱)

حضرت امام ہادی علیہ السلام کی زندگی میں آپ کی وفات ہوئی "محمد بن یحییٰ عطار" سے جو روایت نقل ہوئی ہے اس سے آپ کی بلندیٔ کردار، رفعتِ اخلاق اور اوجِ منزلت کا پتہ چلتا ہے۔

ایک شخص امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے دریافت کیا کہاں سے آرہے ہو۔؟

اس نے کہا۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی قبر اطہر کی زیارت کو گیا تھا۔

فرمایا:۔ یقین کرو۔ اگر اپنے شہر "ری" میں حضرت عبدالعظیم کی زیارت کرتے تو تمھیں وہی ثواب ملتا جو امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کی زیارت کرنے والے کو ملتا ہے۔(۶۲)

ائمہ علیہم السلام کے زمانے میں حضرت عبدالعظیم کا شمار قابل اعتماد علماء اور قابلِ وثوق راویوں میں ہوتا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں ایک کتاب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات کے سلسلے میں ہے اور ایک کتاب "یوم ولیلہ" کے نام سے بھی تالیف فرمائی ہے۔ (۶۳)

---

۲ حسین بن سعید اہوازی

آپ حضرت امام رضا، امام محمد تقی اور امام علی النقی علیہم السلام کے اصحاب میں شمار کیے جاتے ہیں اور ان تمام اماموں سے حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔ آپ کا اصلی وطن کوفہ ہے لیکن اپنے بھائی کے ساتھ اہواز آ گئے تھے اور پھر اہواز سے قم چلے آئے تھے اور آخری وقت یہیں رہے اور یہیں وفات پائی۔

حسین بن سعید نے فقہ، ادب اور اخلاق پر تیس کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ آپ کی کتابیں علماء کے نزدیک خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ مجلسی اوّل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ کے مورد اعتماد ہونے اور آپ کی روایتوں پر عمل کرنے کے سلسلے میں علماء میں اتفاق ہے۔

علامہ حلیؒ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "آپ قابل اعتماد راوی، عظیم عالم اور جلیل القدر صحابی ہیں"۔

شیخ طوسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حسین بن سعید علم کے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ وہ لوگوں کی ہدایت و اصلاح میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ آپ "اسحاق بن ابراہیم حضینی" اور علی بن ریان" کو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے جس کے نتیجہ میں یہ دونوں افراد شیعہ ہو گئے۔ اور حسین بن سعید سے برابر حدیثیں سُن سُن کر اپنے علم اور اسلامی معارف کی معرفت میں اضافہ کرتے رہے ان لوگوں کے علاوہ "عبداللہ بن محمد حضینی" وغیرہ کو بھی امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے وہاں ان لوگوں نے امام سے اسلامی معارف کا درس حاصل کیا، بلند مقامات حاصل کیے اور اسلام کی نمایاں خدمت کی۔" (۶۴)

۴ فضل بن شاذان نیشاپوری

بزرگ منش، مورد اعتماد راوی، بلند پایہ فقیہ اور زبردست متکلم تھے۔ ائمہ علیہم السّلام کے عظیم صحابیوں جیسے "محمد بن ابی عمیر" "صفوان بن یحییٰ" کو دیکھا تھا اور زندگی کے ۵۰ سال ان کے ساتھ گزارے تھے اور ان سے استفادہ کیا تھا۔ جیسا کہ خود کا بیان ہے کہ "ہشام بن الحکم کی وفات کے بعد یونس بن عبدالرحمٰن" ان کے جانشین ہوئے اور جس وقت یونس کا انتقال ہوا تو مخالفین کے حملوں کے مقابلے میں "سکاک" سینہ سپر اور ان کے جانشین قرار پائے اور اب میں ان کا جانشین ہوں۔ (۶۵)

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان کو امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں شمار فرمایا ہے۔ بعض علمارِ رجال نے امام علی نقی علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور امام محمد تقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام کے اصحاب میں ضمناً ذکر کیا ہے (۶۶)

فضل بن شاذان نے کافی کتابیں لکھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ۱۸۰ کتابیں تالیف کی ہیں۔ ان کتابوں میں سے کتاب "الایضاح" جو علم کلام اور اصحاب حدیث کے عقائد کے تجزیہ و تحلیل پر مشتمل ہے۔ تہران یونیورسٹی نے ۱۳۹۲ ہجری میں طبع کی ہے۔

فضل بن شاذان کے اقوال و آثار علمار کی خاص توجہ کا مرکز ہیں۔ راویوں کے سلسلے میں فضل بن شاذان کی رائے قول فیصل ہے۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کافی میں فضل کے اقوال و افکار پر خاص توجہ دی ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ بھی ان کے اقوال کی عظمت کے معترف تھے۔ "جامع الرواۃ" کے مؤلف کے بقول "وہ ہم شیعوں کے بزرگ رہنما اور سردار ہیں ان کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ ہم ان کے سلسلے میں لب کشائی کر سکیں"۔

ایک سفر کے دوران فضل بن شاذان امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے۔ رخصت ہوتے وقت خود کی تحریر کردہ کتاب ہاتھ سے گر گئی۔ امام نے وہ کتاب اٹھائی

اور اس کو پڑھا، رحمت کی دعائیں کیں اور فرمایا۔ میں اہل خراسان پر رشک کرتا ہوں کہ ان میں فضل بن شاذان موجود ہیں۔ (۶۷)

ایک روایت کے مطابق انھوں نے اپنی کتاب "الیوم واللیلہ" امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی۔ امام نے تین مرتبہ رحمت کی دُعائیں کیں اور فرمایا۔ "یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے"۔ (۶۸)

شہید ثالث علیہ الرحمہ فضل بن شاذان کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ "آپ بزرگ ترین متکلم، بے پناہ مفسر اور محدث، جلیل القدر فقیہ، بلند پایہ قاری اور عظیم المرتبہ نحوی اور لغوی تھے"۔ (۶۹)

فضل بن شاذان نیشاپور میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ عبداللہ طاہر نے تشیع کے جرم میں ان کو شہر بدر کر دیا اور بیہق بھیج دیا۔ جب خوارج نے خراسان پر حملہ کیا تو فضل ان کے خوف سے باہر چلے گئے، سفر کی صعوبتوں نے انھیں بیمار کر دیا۔ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے دوران امامت وفات پائی اور قدیم نیشاپور میں دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر موجودہ نیشاپور سے ایک فرسخ پر واقع ہے۔ شیعہ برابر آپ کی زیارت کو آتے اور آپ کی قبر سے برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ (۷۰)

امام کے اقوال

کتاب کے اختتام پر امام کی ولایت سے تمسک حاصل کرتے ہوئے امام کے چند اقوال نقل کر رہے ہیں اور دست بہ دُعا ہیں کہ خدا ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ !

(۱) اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

.... اَلْاِیْمَانُ مَا وَقَرَتْهُ الْقُلُوْبُ وَصَدَّقَتْهُ الْاَعْمَالُ

اَلْاِسْلَامُ مَاجَرٰی بِهِ اللِّسَانُ وَحَلَّتْ بِهِ الْمُنَاکَحَةُ (۷۱)

" ایمان وہ ہے جسے دل قبول کرلے اور اعمال اس کی تصدیق کریں ۔ اور اسلام وہ ہے جو زبان پر جاری ہو اور جس سے نکاح جائز ہو جائے ۔"

(۲) مَنْ رَضِیَ عَنْ نَفْسِهٖ کَثُرَ السَّاخِطُوْنَ عَلَیْهِ (۷۲)

" جو خود پسند ہوگا اس سے زیادہ لوگ ناراض رہیں گے ۔"

(۳) اَلْهَزْلُ فُکَاهَةُ السُّفَهَاءِ وَصَنَاعَةُ الْجُهَّالِ (۷۳)

" بیہودہ باتیں بے وقوفوں کی تفریح اور نادانوں کا کام ہے ۔"

(۴) مَنْ جَمَعَ لَكَ وُدَّهٗ وَرَایَهٗ فَاجْمَعْ لَهٗ طَاعَتَكَ (۷۴)

" جو کوئی اپنی دوستی اور خیر خواہی تمہارے اختیار میں دے دے

تو تم بھی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔"

⑤ مَنْ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فَلَا تَأْمَنْ شَرَّهُ (۷۵)

"جس نے اپنی شخصیت کو ذلیل و رسوا کیا تم اس کے شر سے مطمئن نہ رہو۔"

⑥ اَلدُّنْيَا سُوقٌ رَبِحَ فِيهَا قَوْمٌ وَخَسِرَ آخَرُونَ (۷۶)

"دنیا ایک بازار ہے جس میں کچھ لوگوں نے فائدہ حاصل کیا اور کچھ نے نقصان۔"

⑦ مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ يُتَّقَى، وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ يُطَاعُ، وَمَنْ اَطَاعَ الْخَالِقَ لَمْ يُبَالِ سَخَطَ الْمَخْلُوقِينَ۔ (۷۷)

"جو اللہ سے ڈرتا ہے لوگ اس سے ڈرتے ہیں، جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں، جو خالق کی اطاعت کرتا ہے وہ مخلوق کی ناراضگیوں کی پروا نہیں کرتا۔"

⑧ اِنَّ الظَّالِمَ الْحَالِمَ يَكَادُ اَنْ يُعْفَى عَلَى ظُلْمِهِ بِحِلْمِهِ۔ (۷۸)

"ہو سکتا ہے کہ بُردبار ظالم اپنی بردباری کی بنا پر معاف کر دیا جائے۔"

⑨ اِنَّ الْمُحِقَّ السَّفِيهَ يَكَادُ اَنْ يُطْفِئَ نُورَ حَقِّهِ

بسفهہٖ۔ (۷۹)

"اگر کوئی صاحبِ حق بے وقوفی کی حرکتیں کرنے لگے تو اس کی حرکتوں کی بنا پر اس کے حق کا نور خاموش ہو سکتا ہے۔"

●

خدایا ———

ہمارے دلوں کو نورِ ولایت سے منوّر فرما۔!

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا حَیَاۃَ مُحَمَّدٍ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَمِتْنَا مَمَاتَھُمْ وَ تَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِھِمْ وَ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِھِمْ رَبَّنَا لَا تُفَرِّقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ اَبَدًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔

ناچیز ———

عابدی

بیت الفاطمہ

باندرہ۔ بمبئی ۵۰

۲۵ محرم الحرام
۱۴۰۴ھ

مآخذ

۱۔۲۔۳۔ اعلام الوریٰ ص ۳۵۵ ۔ ارشاد مفید ۳۰۷

۴۔ اعلام الوریٰ ص ۳۵۵

۵۔ منتہی الامال ص ۲۴۳

۶۔ ۷۔ اعلام الوریٰ ص ۳۵۵ ۔ ارشاد مفید ص ۳۰۷ ۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۵۱ ۔ ۲۱۸ ۔

۸۔ اعلام الوریٰ ص ۳۶۶

۹۔ مقاتل الطالبین ص ۵۸۹

۱۰۔ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۳۴

۱۱۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۲۹ ۔ ۲۳۱

۱۲۔ مقاتل الطالبین ص ۵۹۳

۱۳۔ " " ص ۶۳۲ ۔ ۵۹۷

۱۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۵۲ ۔ ۲۵۱

۱۵۔ " " ص ۳۴۷

۱۶۔ مقاتل الطالبین ص ۵۹۹ ۔ ۵۹۷ ، تتمۃ المنتہی ص ۲۴۰ ۔

۱۷۔ " " ص ۵۹۹ ۔

۱۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۴۷

۱۹۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۳۴۸ ۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ، ص ۳۴۲ ،

المختصر فی اخبار البشر ج ۲ ص ۴۱۔ (ابن سکیت کی شہادت کے سلسلے میں دوسرے اقوال بھی موجود ہیں۔)

۲۰۔ تاریخ یعقوبی ص ۴۹۱

۲۱۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۳۸

۲۲۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۳۳۸

۲۳۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۵۳

۲۴۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۳۸

۲۵۔ الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی، ص ۲۸۳

۲۶۔ بحار الانوار ج ۵۰ ص ۱۲۹

۲۷۔ ارشاد مفید ص ۳۱۴۔۳۱۳، الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۸۱۔ ۲۷۹۔ نور الابصار شبلنجی ص ۱۸۲

۲۸۔ ارشاد مفید ص ۳۱۴۔۳۱۳

۲۹۔ بحار الانوار ج ۵۰ ص ۱۹۵۔۱۹۴

۳۰۔ احقاق الحق ج ۱۲ ص ۴۵۴۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۳۴۷، ایک مختصر تفاوت سے۔ المختصر فی اخبار البشر ج ۲ ص ۴۴

۳۱۔ احقاق الحق ج ۱۲ ص ۴۵۳۔۴۵۲، الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۸۲۔ ۲۸۱ مختصر تفاوت سے۔

۳۲۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۳۴۲۔ ۳۴۱

۳۳۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۴۳

۳۴۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۳۴۴

۳۵۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۴۴

۳۶۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۹۳۔ تتمتہ المختصر فی اخبار البشر ج ۱ ص ۲۴۴

۳۷۔ المختصر فی اخبار البشر ۲ ص ۴۴۔ ۴۲

۳۸۔ " " ج ۲ ص ۴۳۔ ۴۲، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۴۹۹، تتمۃ المنتہی ص ۲۴۶

۳۹۔ بحارالانوار ج ۵۰ ص ۲۴۹

۴۰۔ تتمۃ المنتہی ص ۲۵۴۔ ۲۵۲، المختصر فی اخبار البشر ج ۲ ص ۴۵

۴۱۔ نورالابصار شبلنجی ص ۱۸۳، انوار البہیہ ص ۱۵۰

۴۲۔ ارشاد مفید ص ۳۱۴۔ اعلام الوریٰ ص ۳۵۵، انوار البہیہ ص ۱۵

۴۳۔ انوار البہیہ ص ۱۵۱۔

۴۴۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۰۳ طبع بیروت

۴۵۔ ارشاد مفید ص ۳۰۹، الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۷۹ مختصر تفاوت سے۔
نورالابصار شبلنجی ص ۱۸۲۔

۴۶۔ الفصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۷۹، احقاق الحق ج ۱۲ ص ۴۵۱

۴۷۔ اعلام الوریٰ ص ۳۵۹

۴۸۔ احقاق الحق ج ۱۲ ص ۴۵۲۔ ۴۵۱

۴۹۔ اعلام الوریٰ ص ۳۶۰

۵۰۔ بحارالانوار ج ۵۰ ص ۱۴۲

۵۱۔ " " ج ۵۰ ص ۱۲۶۔ ۱۲۵

۵۲۔ " " ج ۵۰ ص ۱۲۹

۵۳۔ ج ۲ ص ۶۰۹ مطبوعہ مکتبۃ الصدوق تہران (شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" کے ابتدا میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں وہی چیزیں

لکھ رہا ہوں جس پر فتویٰ دیتا ہوں اور اپنے اور خدا کے درمیان حجتِ شرعی جانتا ہوں۔
ج ۱ ص ۳ طبع تہران)

۵۴۔ ج ۲ ص ۲۷۷ مطبوعہ منشورات اعلمی تہران۔

۵۵۔ ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ تہران

۵۵ الف۔ اس زیارت کے بارے میں علامہ مجلسیؒ نے فرمایا ہے کہ: "زیارت جامعہ سند کے اعتبار سے صحیح ترین سند، اور عبارت، فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بہترین زیارت ہے۔" (بحار الانوار ج ۱۰۲ ص ۱۴۴)

علامہ مجلسیؒ کے والد مجلسی اوّل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم میں ایک مرتبہ امام زمانہ سلام اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میں بلند آواز میں زیارت جامعہ پڑھ رہا تھا۔ زیارت کے اختتام پر حضرت نے ارشاد فرمایا "کیا عمدہ زیارت ہے۔" مجلسی اول فرماتے ہیں میں یہ زیارت اکثر پڑھا کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ زیارت امام علی نقی علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے اور امام زمانہ ارواحنا فداہ کے بقول یہ زیارت متن کے اعتبار سے بہترین اور کامل ترین زیارت ہے" (روضۃ المتقین ج ۵ ص ۴۵۱)

حاجی نوری مرحوم لکھتے ہیں کہ :- سید احمد رشتی کو سفر حج کے دوران امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ امام نے نماز شب، زیارت عاشورا اور زیارت جامعہ پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔ فرمایا: تم نافلہ کیوں نہیں پڑھتے نافلہ، نافلہ، نافلہ، تم زیارت عاشورہ کیوں نہیں پڑھتے۔ عاشورہ، عاشورہ، عاشورہ۔ اور زیارت جامعہ کیوں نہیں پڑھتے۔ جامعہ، جامعہ، جامعہ۔" (نجم الثاقب ص ۳۴۲۔ ۳۴۳)

۵۶۔ متعدد علماء نے زیارت جامعہ کی شرح لکھی ہے۔ اس ترجمہ میں ہم نے حاج مرزا محمد احمد آبادی اصفہانی معروف بہ طیب زادہ کی شرح "شمس طالعہ" سے

استفادہ کیا ہے۔

۵۷۔ العظیم حسنی ص ۳۱

۵۸۔ " " ص ۲۴

۵۹۔۶۰ امالی صدوق ص ۴۔۲۰ مجلس ۵۴

۶۱۔ جامع الرواۃ ج ۱ ص ۶۰۴

۶۲۔۶۳ عبد العظیم حسنی ص ۶۳

۶۴۔ تنقیح المقال ج ۱ ص ۳۲۹۔ کتاب اختیار معرفۃ الرجال ص ۵۵۱

۶۵۔ منتہی المقال ۲۴۲۔ مقدمہ کتاب الایضاح مطبوعہ یونیورسٹی ص ۳

۶۶۔ مقدمہ الایضاح ص ۹۔ ۸۶

۶۷۔ جامع الرواۃ ج ۲ ص ۵

۶۸۔ منتہی المقال ص ۲۴۲، مقدمہ الایضاح ص ۸۷

۶۹۔ مقدمۃ الایضاح ص ۲

۷۰۔ منتہی المقال ص ۲۴۲، مقدمہ الایضاح ص ۸۴ سے ۵۲

۷۱۔ مروج الذہب ج ۴ ص ۸۵

۷۲۔۷۳ انوار البہیہ ج ۱۴۳

۷۴۔۷۵۔۷۶۔ تحف العقول ص ۳۵۸ مطبوعہ بیروت

۷۷۔ تحف العقول ص ۳۵۷ "

۷۸۔۷۹ تحف العقول ص ۳۵۸ " "

ائمہ علیہم السّلام کے سیاسی کردار پر
ایک منفرد پیشکش
آمریت کے خلاف
ائمہ طاہرینؑ کی جدوجہد
تصنیف
مولانا سیّد علی شرف الدین موسوی
جس میں
ائمہؑ کے سیاسی کردار کے اثبات اور ائمہؑ کے اس لائحہ عمل اور طریقہ کار
پر روشنی ڈالی گئی ہے جو آپ نے ہر دور کے آمروں اور طواغیت کے خلاف اختیار کیا
بہترین کتابت
دیدہ زیب سرورق
عمدہ کاغذ
۲۰۰ صفحات
قیمت/۳۰ روپے
دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان
۲ ـ بی ـ ۲/۵ ـ ناظم آباد ـ نمبر ۲ ـ کراچی